دل کے اندر اک رستہ ہے

از

ثمرہ بخاری

urdunovels.net

ناول کا آغاز

عجیب لڑکی ہے، احساسات سے عاری، کوڑھ مغز اور خود غرض، میں نے تو اسے تب بھی روتے نہیں دیکھا جب اس کی ماں مری تھی۔ پورے سات برس کی تھی یہ اس وقت اور اس عمر میں بچہ ایسا ناسمجھ بھی نہیں ہوتا کہ ماں کی موت کی عظیم نقصان کو محسوس نہ کر سکے۔ مگر یہ ہے ہی بے حس، سب رو رہے تھے اور یہ مولوی جی کے گھر میں لگی بیری کے بیر چن کر جھولی میں ڈال رہی تھی۔

اے ہاں یاد ہے مجھے۔ کسی نے پوچھا گوری یہ اتنے سارے بیروں کا کیا کرو گی بولی اپنی امی کو دوں گی، نانی کہتی ہیں وہ دور جا رہی ہیں۔ پتہ نہیں راستے میں کچھ کھانے کو ملے گا یا نہیں۔

چھوٹی ممانی نے بھی یادداشت سے ٹٹول کر ایک واقعہ نکالا اور بڑی ممانی کی گفتگو کا سلسلہ آگے بڑھا۔

ہاں دیکھا تم نے بھلا ہے کوئی۔ لوگ رو رہے ہیں۔ یہاں تک کہ میری بیٹیاں بھی پھوپھو کی موت پر رو رہی تھیں مگر یہ گوری صاحبہ بیر چن کر ماں کو دینے میں لگی تھی۔ توبہ پتہ نہیں کیسی مٹی سے بنی ہے مجال ہے جو کوئی کڑوی کسیلی اس کی آنکھوں میں آنسو لے آئے۔ سو باتیں سنا لیں۔ انور سے تو سب بچے

ڈرتے ہیں۔ مگر اسے کوئی ڈر نہیں وہ ڈانٹیں گے۔ خاموشی سے بلکل سپاٹ چہرے کے ساتھ سب سنتی رہے گی۔ میں نے تو کئی بار پیچھا کیا کہ سامنے نہیں روئی، تنہائی میں جا کر روئے گی۔ مگر نہیں وہ تو گوہر بیگم ہی کیا جو کبھی آنسو بہا لیں۔

ہاں بڑے دونوں بھائی تو لندن اور گلاسگو جا بسے ہیں، یہ مصیبت ہم چھوٹی دیورانیوں کے سر پڑی ہے۔ میں تو کہتی ہوں وہ ہم سے زیادہ امیر ہیں، بھانجی کا بوجھ اٹھانا حق تو ان کا بنتا ہے۔ مگر کیا کریں جی یہاں حقوق پہچانتا ہی کون ہے۔

آج شام صالحہ ممانی کے بڑے بھائی بمعہ فیملی ادھر آ رہے ہیں اور یہ بھی کہ ان کے کسی بچے کی بات پکی ہوگئی ہے چونکہ ابھی رسم نہیں ہوئی اس لئے وہ کہہ رہے ہیں کہ کسی کو نہ بتانا۔ ممانی نے کہا ہے کہ یہاں میرا کون سگا بیٹھا ہے جسے میں بتاؤں گی۔

اچھا جی میرے میکے کی تو ایک ایک کی خبر رکھتی ہیں۔ میں جب بھی پشاور سے آتی ہوں کرید کرید کر سوال کرتی ہیں اور اپنی باری پر کیسے میسنی بن جاتی ہیں ہر بات چھپاتی ہیں مجھ سے اچھا ٹھیک ہے۔ آئندہ اگر میں بھی کچھ بتا جاؤں تو جو کالے چور کی سزا وہ میری۔

ممانی کیا کالے چور کی سزا سفید چور سے زیادہ ہوتی ہے

گوری کے سوال کا جواب نہیں دیا۔ اس وقت جٹھانی کے خلاف دماغ غصے سے بھرا ہوا تھا۔ کئی اہم واقعے یاد آ رہے تھے جو ان کے میکے میں رونما ہوئے اور جن کی خبر ہرگز صائمہ کو نہیں ہوئی مگر انہوں نے دھوکا کھایا اور صالحہ کو اپنا جان کر بتا دیا۔

ہم سے بھولے بھالے لوگ بھی دنیا میں کم ہی ہوں گے اور سچ تو یہ ہے کہ دنیا ہم جیسوں کے لئے ہے بھی نہیں۔ آہ بھر کر اپنی مظلومیت کا رونا رویا تھا۔

تو آپ دوسرے جہاں چلی جائیں۔ گوری نے بڑے اطمینان سے جو اس کی شخصیت کا خاصا تھا، جواب دیا۔

بکومت، میں کیوں جاؤں دوسرے جہان تم چلی جاؤ۔

ہمیں کوئی بلائے تو جائیں۔ کئی بار نانی سے کہا بڑے ماموں سے کہہ دیں۔ اب ہمارا گزارا ادھر نہیں ہوتا۔ مگر نانی جب بھی فون کرتی ہیں۔ ہمارا پیغام دینا بھول جاتی ہیں۔

اوہ اب سمجھی، گوری کی مراد دوسرے جہاں سے کیا تھی، اس کی عقل کا ماتم دائیں بائیں سر جھٹک کر کیا پھر بولیں۔

ذرا دیکھ کر آ اماں کے کمرے میں اس وقت کون کون ہے۔ میرا خیال ہے صالحہ وہیں گئی ہوگی اور شام کے کھانے کے لئے چیزیں بنانے کے پروگرام بن رہے ہوں گے۔

گوہر ہاتھ میں کتاب لئے پڑھنے کے لیئے ادھر آئی تھی۔ مگر چھوٹی ممانی اسے ادھر ادھر بھگانے میں لگی ہوئی تھیں۔ کتاب رکھ کر اب وہ اماں کے کمرے میں چلی آئی واقعی صالحہ ممانی یہاں موجود تھیں۔

پتہ نہیں لوگ اتنے ٹھیک اندازے کس طرح لگا لیتے ہیں، ہم نے تو جب بھی کچھ سوچا الٹ ہی نکلا۔

لو آ گئی ہے خود ہی کہہ دو۔ اماں اسے دیکھتے ہی بہو سے بولیں۔

اب کیا کہنا ہے ہم سے۔ وہ بیزاری نیچے کارپٹ پر بیٹھ گئی۔

شام کو بہو کے میکے والے آ رہے ہیں کھانا معمول سے ہٹ کر پکے گا۔

کیا مطلب معمول سے ہٹ کر کیا وہ انسانوں والا کھانا نہیں کھاتے۔

دیکھئے اماں کیسی بکواس کرتی ہے لاڈلی۔ ممانی نے زور کا ہاتھ اس کی کمر پر جمایا۔

اوہ ممانی ہاتھ ہے یا ہتھوڑا وہ کمر سہلانے لگی۔

چھوٹی صالحہ بہت دکھی تھیں۔

اماں جان تخت پر بیٹھی حکم چلاتی رہتی ہیں۔ یہ نہیں سوچتی کام کرنے والے بھی انسان ہیں۔ اور پھر ان کی پانچ بیٹیاں یعنی پانچ مصیبتیں چھٹی نند حسنہ خود مر گئی تو ایک نہ ختم ہونے والی مصیبت گوری کے نام پر ہمیشہ کے لئے ہمارا مقدر کر گئی۔ خالائیں اچھے گھرانوں میں بیاہی ہوئی ہیں، چاہے تو بھانجی کو اپنے گھر رکھ لیں۔ مگر توبہ کرو مفت میں مصیبت کون اپنے پلے باندھ لے۔ یہ تو ہم ہیں جو خاموشی کا ساتھ سب برداشت کئے جا رہے ہیں۔

امی امی، بڑے ماموں کا فون آیا ہے۔

بڑی صالحہ کی بیٹی نازیہ نے آکر بتایا۔ وہ بھاری جسم کو سنبھالتی جتنی جلدی اٹھ سکتی تھیں، اٹھیں اور فون اٹینڈ کرنے چلی گئیں۔

ہونہہ، بڑے ماموں کا فون آیا ہے۔ ایک تو صالحہ کے گھر والوں کو چین نہیں۔ لوگ تو بیٹی

کے گھر کھانا نہیں کھاتے اور یہ ہیں کہ ہر چوتھے دن منہ اٹھائے چلے آتے ہیں اور خوب ڈٹ کر کھاتے ہیں۔ صالحہ کھانے بھی خوب پکواتی ہے اپنے میکے والوں کے لئے۔ یہ سوچ سوچ کر پیچ وتاب کھا رہی تھی کہ گوری ادھر چلی آئی۔

اے سن صالحہ ابھی ابھی فون اٹینڈ کرنے گئی ہے۔ تو پیچھے جا کر سن آخر بات کیا ہوئی ہے۔

ہم کیا کوئی جاسوس ہیں۔ اس نے کاندھے اچکائے۔

جاناں سن کے آ۔

اب کہ ذرا ڈانٹ کر کہا، وہ منہ بناتی چلی گئی

میرے قریب ہوتی تو اس سے زیادہ زور کا مارتی۔ نانی غصے سے لال سرخ ہو گئی تھیں۔

اب ہم جائیں ہمیں تو چھوٹی ممانی نے یہ کہہ کر بھیجا تھا کہ جاؤ دیکھ کر آؤ۔ اماں کے کمرے میں کیا سازشیں ہو رہی ہیں۔

اے کیوں ہم لوگ سازشی ہیں اماں اور صالحہ دونوں بھپر گئیں۔

مذاق کر رہی ہوں سمجھا کریں، گوری نے معاملہ سریس ہوتے دیکھ کر وضاحت کی۔

لیجئے اب یہ مذاق بھی فرمانے لگیں۔ ممانی کا تمسخر صحیح تھا۔ اسے تو کبھی کسی نے ہنستے مسکراتے دیکھا ہی نہیں تھا جو ہنسی مذاق سمجھ نہ سکے وہ کرے گا کیا۔ بس ایک اطمینان اور مگن رہنے کی سی کیفیت رہتی تھی اس کے چہرے پر۔ کچھ بھی ہو جائے یہ دونوں رنگ اس کے چہرے پر سجے ہی رہتے۔

ان سب کا خیال تھا۔ وہ بڑے سخت دل کی بے حس اور خودغرض لڑکی ہے۔ ابھی پچھلے دنوں بڑے ماموں کا ایکسیڈنٹ ہوا۔ گھر میں کیسا کہرام مچا یہ کتاب کھولے بیٹھی تھی۔ یہ خبر سن کر کتاب بند کی میز پر رکھی اور بولی۔

اچھا تو ماموں اس وقت اسپتال میں ہے۔ کھانا اسپتال کا کھائیں گے یا گھر کا اگر گھر کا کھائیں گے تو میں ان کے لئے سوپ بنا دیتی ہوں۔

اور اس کے بعد کچن میں گھس کر سوپ کی تیاری شروع کر دی، کوئی پروا نہیں کی ماموں کی بیوی اور بچیاں کس قدر پریشان ہیں۔ کتنا رو رہی ہیں۔ چھوٹے ماموں کی بھی ساتھ دے رہی ہیں۔ مگر صاحبزادی سوپ

کی تیاری میں مگن ہیں۔ کسی کو کھانے پینے کا ہوش نہیں۔ کچھ دیر بعد ثاقب نے آ کر بتایا ابا ہوش میں ہیں۔ ٹھیک ہیں، ان کے لئے سوپ لے کر جانا ہے۔ اس نے اٹھ کر جھٹ سے وہ سوپ اسے تھما دیا۔

باقی جو بچا وہ بڑی ممانی نے پی لیا۔ شوہر پر بیتنے والے حادثے کا سن کر انہیں بہت کمزوری ہو رہی تھی۔ سب دل تھامے خاموش لاؤنج میں بیٹھے دعائیں کرتے رہے اور یہ صاحبہ پہلے اپنے کمرے میں جا کر پڑھتی رہیں پھر باورچی کھانے میں جا کر برتن دھوئے۔ نماز عشاء ادا کی اور سو گئیں سچ ہے کوئی اتنا بھی بے حس اور سنگ دل نہ ہو، جن لوگوں کا دیا کھاتی ہے دل میں

ان کے لئے بھی کچھ نہیں ہے۔ بڑی ممانی اور ان کی دونوں بیٹیاں راضیہ اور نازیہ کو سخت غصہ تھا اس پر۔

جتنے دن بڑے ماموں اسپتال رہے، اتنے دن تو کسی نے گوری سے کچھ نہیں کہا۔ ہاں ماموں کے گھر آنے کے بعد سب ہی نے حسب توفیق خوب خبر لی خیال تھا کہ یہ شرمندہ ہوگی معافی مانگے گی اور اس قدر سخت سست کہنے پر روئے گی تو ضرور۔ مگر حیرت شدید حیرت۔ ادھر اثر ہی کوئی نہیں۔ سب خاموشی سے سنا اور پھر برآمدے کی پہلی سیڑھی میں جا کر بیٹھ گئی۔ پلر سے ٹیک لگائی۔ ہاتھ میں پکڑی کتاب کھولی اور پڑھنے لگی۔ ویسے تھی کوڑھ مغز ممانیاں کہتیں اگر ہماری بیٹیاں اتنا پڑھیں تو ٹاپ کریں۔ یہ مر مر کے پاس ہوتی ہے۔ پانچ منٹ ہی پڑھ پائی ہوگی کہ ماموں کے پرہیزی کھانا بنانے کے لئے اس کی پکار پڑنے لگی۔ کتاب بند کر کے وہ باورچی کھانے میں آ گئی۔

آج رات ممانی کے میکے والے آ رہے تھے۔ نانی نے بتایا تھا۔ کھانے میں کوفتے، مٹر پلاؤ، دہی کا رائتہ، مرغ کا شوربے والا سالن، کسٹرڈ جیلی ضرور چاہئیں۔

ہو جائیں گے۔ اطمینان سے جواب دیا۔ سوچا ابھی مغرب کی نماز کا کچھ وقت ہے۔ چلو میں نماز پڑھ لوں نماز پڑھ کر کتاب کھول کر بیٹھ گئی، دس منٹ بھی نہ گزرے ہوں گے کہ ثاقب آ گیا۔

گوری میری شرٹ دھو دو جلدی سے۔ مجھے رات میں ہی پہننا ہے۔

اسے اٹھنا پڑا کتاب بند کر کے اپنے کمرے کی الماری میں رکھ دی، ادھر ادھر رکھ دیتی تھی پھر کئی گھنٹوں کی تلاش کے بعد ہی مل پاتی۔

ادھر شرٹ دھو کر فارغ ہوئی تو خیال آیا اپنا اکلوتا یونیفارم استری کرنا ہے۔ جھٹ پٹ اسے استری کیا۔ یہ بھی ڈر تھا جو کسی نے آئرن اسٹینڈ کے پاس کھڑے دیکھ لیا تو بہت سے کپڑے پریس کرنے کو یہاں آ جائیں گے۔ بچت ہو گئی۔ ایسا کچھ نہیں ہوا۔

پھر وہ کچن میں آئی تاکہ شام کے کھانے کا سودا دیکھ سکے۔ مٹر موجود نہیں تھے۔

دار چینی بڑی الائچی تو یاد آیا کل ہی ختم ہو گئی تھی اور قیمہ بھی ختم ہو چکا ہے۔ انعام نے اپنے دوستوں کے لئے کباب جو بنوا لئے تھے۔ اس نے کسی کو کچھ نہیں بتایا۔ مرغ کا گوشت نکال کر چولہے پر چڑھایا۔ چاول چنے جیلی کسٹرڈ کی تیاری کی اور یوں جب سات بجے وہ لوگ ان کے ہاں آئے تو کافی سے زیادہ کام مکمل ہو چکا تھا۔ بڑی ممانی کھلے دل اور چھوٹی ممانی مصنوعی مسکراہٹ کے ساتھ ان لوگوں سے ملیں۔ سب کے بیٹے بیٹیاں استقبال کو موجود تھے، وہ نہیں گئی اپنا کام کرتی رہی۔ چھوٹی ممانی کی سعدیہ چائے کا کہنے آئی۔ اس نے اثبات میں سر ہلا دیا۔ چائے تیار کر کے ٹرالی میں رکھی اور بڑی اماں کے کمرے میں لے آئی جہاں سب ہی موجود تھے۔

بس یہ خالی چائے بڑی ممانی اور نانی ایک ساتھ قہر میں ڈوبی آواز میں چلائیں۔ وہ برتن سیٹ کر رہی تھی۔ ڈوپٹہ بائیں شانے سے ڈھلک گیا تھا۔ سیدھی ہو کر ڈوپٹہ بائیں کاندھے پر

ڈالنے کو کسی پھندے کی طرح زور سے پھینکا۔ پیچھے صوفے پر بیٹھے ممانی کے بھائی کے منہ سے بے اختیار ہائے نکل گئی کہ ڈوپٹے کے کنارے پر لگے گھنگھرو چھوٹے چھوٹے کنکریوں کی طرح اس کے منہ پر پڑے تھے۔

بدتمیز، بیہدایت لڑکی کی نانی ڈانٹنے لگیں۔

چائے کے ساتھ کچھ منگوانا ہے یا ٹھیک ہے اسی طرح آخر ان لوگوں نے کھانا بھی تو کھانا ہے۔

ساری ڈانٹ کھانے کے جواب میں بڑے اطمینان اور ذمہ دار انداز میں پوچھا اور یہاں موجود ہر شخص کا دل چاہا اس کے سفید رنگ والے چہرے پر اتنے طمانچے رسید کرے کہ یہ سفید رنگ سرخ میں بدل جائے۔

کم عقل جاہل لڑکی پڑھ لکھ کر بھی کوئی سمجھ نہیں ہے۔ جان کر ایسا کرتی ہے۔ ہمیں جلا کر خوش ہوتی ہے۔ بڑی ممانی پورے یقین کے ساتھ کہہ رہی تھیں۔ ان کے بھائی کے بچے ایک پرتکلف چائے کے منتظر تھے اور اب خالی خولی چائے دیکھ کر ان کے منہ بن گئے تھے۔

اماں جی اتنی بڑی لڑکی اس قدر ان میز ڈ ہے اسے آداب سکھائیں۔ ممانی کی کم پڑھی لکھی بھابی ہر موقع پر انگلش کا درست استعمال کرنا اپنا حق سمجھا کرتی تھیں۔

بڑی گھنی ہے۔ ہمارے بچے تو وہ کچھ سوچ ہی نہیں سکتے جیسی سازشیں یہ کرتی پھرتی ہے۔ بڑی ممانی نے اپنی بھاوج کو بتایا۔ انہوں نے کچھ خاص دلچسپی کا اظہار نہیں کیا۔ یوں بھی نند کے بچے انہیں ذرا بھی معصوم نہیں لگتے تھے، بلکہ ماں کی طرح چالاک مکار ہی لگتے تھے وہ بھی اور آج سے پہلے نند صالحہ خاتون کے بچوں سے زیادہ انہیں نند کی، نند کی بیٹی گوہر عرف گوری کہیں زیادہ اچھی لگتی تھی۔ بیچاری مظلوم لڑکی، صالحہ کی بیٹیاں بھی عمر میں اس کے برابر ہیں مگر ڈھنگ سے برتن ٹیبل پر بھی نہیں لگا سکتیں تو پکائیں گی خاک۔ مگر آج بیوقوف گوری نے یہ ہمدردی بھی کھودی۔

چائے کا دور چل رہا تھا، جب چھوٹے ماموں انور بھی گھر آ گئے۔ بڑے ماموں کے سسرالیوں کو دیکھ کر منہ بن گیا۔ لو جی یہ پھر ٹپک پڑے ہیں، ان کی روز روز کی آمد سے گھر کا بجٹ خراب ہوتا ہے۔ اب پتہ نہیں کیا کچھ پکایا ہوگا ان کے لئے وہ بھی ایک کثیر مقدار میں۔ چھوٹی ممانی میاں کے پیچھے ہی کمرے میں چلی گئیں۔

تمہاری دیورانی خوش نہیں ہوتی ہماری آمد سے۔ صالحہ کی بھابی نے منہ بنا کر کہا۔

جی ہاں چھوٹی ممانی کو کافی برا لگا تھا۔ جواب گوری کی طرف سے آیا۔

تم چپ کرو، چلو کچن میں جا کر کھانا دیکھو۔ اماں نے ڈانٹ دیا وہ اس گھر کی بزرگ اور کرتا دھرتا تھیں، ہر صورت ماحول خوشگوار رکھنا چاہتی تھیں جسے گوری جیسی نامراد خراب کرنے پر تلی ہوئی تھی۔ وہ بھی جھٹ کچن میں چلی آئی اور کتاب کھول کر بیٹھ گئی۔

آج بہت دنوں بعد ایسا ہوا کی وہ پچیس منٹ تک انہماک سے پڑھتی رہی۔ کسی نے آ کر ڈسٹرب نہیں کیا۔

urdunovels.net

پچیس منٹ بعد سعدیہ آئی اور بولی۔

بڑی اماں کہہ رہی ہیں سب کو بہت بھوک لگی رہی ہے۔ اب تو کھانا میز پر لگا دو۔ اس نے باورچی خانے کی دیوار پر لگے کلاک کی طرف دیکھا۔ پورے سوا آٹھ ہو رہے تھے کتاب بند کی اور سعدیہ سے بولی اچھا بس تم لوگ تیار ہو جاؤ۔ ابھی کھانا مل جائے گا۔ سعدیہ اثبات میں سر ہلا کر اپنے سیٹ کیے بالوں کو ایک ادا سے جھٹکتے ہوئے واپس ہولی، تب فرج کھول کر دہی اور رائتہ بنانے کا دوسرا سامان نکالا۔ جلدی جلدی رائتہ بنایا۔ مرچیں تھوڑی زیادہ ہو گئیں۔ ممانی کے میکے والے مرچ کافی کم کھاتے تھے۔

چلو خیر کوئی بات نہیں کھانے کو تو اور بھی بہت کچھ ہے۔ رائتہ نہیں کھائیں گے تو مر نہیں جائیں گے۔ اس کے بعد اطمینان سے سلاد بنانے بیٹھ گئی۔

ایک تو اللہ مارے سارے کے سارے سلاد بہت شوق سے کھاتے ہیں، مولی گاجریں، بند گوبھی الا بلا کاٹتے کاٹتے میرے تو ہاتھ رہ جاتے ہیں۔ جی چاہتا ہے کسی روز سلاد میں جمال گوٹا ملا دوں۔ عقل آ جائے سب کو۔ بڑبڑانے کے ساتھ ساتھ کاٹنے کا کام جاری تھا۔

گوری اماں کہہ رہی ہے کیا سو گئی ہو۔ آدھا گھنٹہ پہلے پیغام بھیجا تھا کھانا لگا دو، اور اب تک کوئی جواب ہی نہیں ہے۔ سانولی سلونی سعدیہ اس مرتبہ کافی غصے میں تھی ویسے بھی اسے گوری پر کچھ زیادہ ہی غصہ آتا تھا۔ کس قدر صاف رنگ ہے اس کی کلائی میں کالی چوڑیاں ڈال لیتی ہے تو میرا دل خاک ہو جاتا ہے۔ کمبخت نہ کوئی ابٹن استعمال کرتی ہے نہ ہی بلیچ کرتی ہے پھر بھی ایسی چمکدار سفید جلد ہے۔ سعدیہ اسے دیکھ دیکھ جلا کرتی تھی، گوری کو اس کے حسد کی خبر تھی یا نہیں، اس سے فرق بھی کیا پڑتا تھا۔ وہ لاپرواہ اور ڈھیٹ لڑکی تھی، احساسات سے یکسر عاری۔

آدھا گھنٹہ۔ گوری نے چیخ ماری اماں سے کہو قبر میں پاؤں لٹکائے بیٹھی ہیں۔ کچھ تو خدا کا خوف کریں۔ بیس منٹ کو وہ آدھا گھنٹہ کہہ رہی ہیں۔

میں بتاتی ہوں اماں کو۔ تم ان کے بارے میں اس طرح بات کر رہی ہو۔ پٹائی ہو گی تب سمجھ آئے گی تمہیں۔

سعدیہ کی بات کا جواب اس نے گاجر کا ایک ٹکڑا منہ میں ڈال کر دیا۔ گاجریں بہت میٹھی ہے، ایویں ہی سویٹ ڈش بنانے کی زحمت کی۔ پستے بادام کی ہوائیاں چھڑک کر گاجریں پیش کر دیتی۔

کھانا میز پر آیا، بڑی اماں نے انعام سے کہا بلاؤ اس کام چور لڑکی کو کہا کیا تھا اور پکایا کیا ہے۔

بڑی ممانی بڑے ماموں اور اماں غصے میں تھے۔ مہمانوں سے شرمندہ تھے جبکہ چھوٹے ماموں اور ممانی کا دل باغ باغ ہو گیا تھا۔

بہت اچھا کیا گوری نے، ان پر ہر دوسرے تیسرے دن آ ٹپکنے والے مہمانوں کو اس سے بھی سادہ کھانا ملنا چاہیے۔

گوری حاضر ہوئی، ممانی اور اماں نے مہمانوں کی موجودگی میں کلاس لگائی اس نے یوں سنا جیسے اسے نہیں کسی اور کو سنایا جا رہا ہو۔ پھر جب وہ ذرا سستانے کو رکیں تو وہ بولی۔ گھر کا سودا سلف چیک کرنے کی ذمہ داری میری ہرگز نہیں ہے۔ یہ کام بڑی ممانی کا ہے میں تو پورے ٹائم پر کچن میں گئی تھی۔ جا کر دیکھا تو آدھا سامان موجود، آدھا غائب میں سمجھ گئی۔ ممانی مہمانوں کی زیادہ آؤ بھگت کر کے گھر کا بجٹ خراب نہیں کرنا چاہتیں بس اسی لیئے جو موجود تھا۔ پکا لیا۔

اس خیال کا اظہار محفل کے رنگ کو ایک دم سے بدل گیا۔

میں نہ کہتی تھی آپ کی بہن آپ سے ملنا پسند نہیں کرتی مگر آپ ان کی چاہ میں میری سنتے ہی کب ہیں۔ اب ہو گئی تسلی۔ صالحہ کی بھابھی اپنی کراری آواز میں اپنے میاں کو شرمندہ کر رہی تھی۔

ایسی بات بلکل نہیں ہے بھابھی۔

ایسی بات ہرگز نہیں ہے بھابھی یہ لڑکی انتہائی مکار اور پھوٹ ڈلوانے کی ماہر ہے۔ آپ اس کی باتوں پر مت جائیں، صفیہ سے پوچھ لیں۔ آپ لوگوں کی آمد کا سن کر میں کس قدر خوش تھی۔

صالحہ نے دیورانی سے گواہی چاہی، اس نے بددلی کے انداز میں گردن اثبات میں ہلا دی کی جیٹھانی سے پوری طرح بگاڑی بھی نہیں جا سکتی تھی، بہت سے ایسے کام تھے جن میں انہیں ایک دوسرے کی مدد کی ضرورت پڑتی رہتی تھی۔ ادھر وضاحتوں کا سلسلہ جاری تھا اور گوری دوبارہ اپنے کمرے میں آ چکی تھی جو باقی عمارت سے ذرا ہٹ کر تھا۔ پہلے یہ کاٹھ کباڑ کے لیئے استعمال ہوتا تھا۔ اور گوری اماں کے کمرے میں کبھی چارپائی ڈال کر تو کبھی فرش پر سو جایا کرتی تھی۔ مگر اماں کے کمرے میں ہر وقت کا آنا جانا لگا رہتا تھا۔ گوری کو دیکھتے ہی نا جانے کیوں سب کو کام یاد آ جاتے تھے اور وہ بلکل ہی پڑھ نہیں پاتی تھی۔ گھر میں سب ہی کہتے کند ذہن ہے۔ ہر وقت کتاب ہاتھ میں ہوتی ہے۔ پڑھتی رہتی ہے مگر جب امتحان ہوتے ہیں رزلٹ آتا ہے تو بمشکل پاس ہوتی ہے۔ ایک ہماری بیٹیاں ہیں۔ ٹی وی بھی دیکھتی ہیں۔ ہنستی کھیلتی بھی ہیں مگر اس کے باوجود نمبر گوری سے زیادہ لیتی ہیں۔

وہ کسی ایسے کونے کھدرے کی تلاش میں تھی۔ جہاں بیٹھ کر دو گھڑی سکون سے پڑھ سکے۔ اور ٹیچرز کے طنز بھرے جملوں سے بچ سکے۔ جو وہ کوئی سوال نہ آنے کی صورت میں اس پر کیا کرتی تھیں۔ بدقسمتی سے چھوٹے ماموں کی رخشی اس کی کلاس فیلو تھی۔ وہ پڑھائی میں اس سے کافی آگے تھی۔ گھر اسکول اور اب کالج میں گوری کا مقابلہ رخشی کے ساتھ کر کے اسے شرمندہ کرنے کو کوشش کی جاتی مگر ہمیشہ ہی یہ کوشش ناکام ہوتی۔ گوری نے شرمندہ ہونا سیکھا جو نہیں تھا۔ یہ کاٹھ کباڑ والا کمرہ اس نے نانی کی اجازت سے حاصل کیا تھا۔ صفائی صبح سے لے کر شام تک کرتی رہی۔ اس روز وہ گھر کا کوئی اور کام نہ کر سکی اور یوں صبح سے شام تک کوسنے بھی اس کا مقدر ٹھہرے۔ کمرہ صاف ہوا۔ ایک چارپائی، ایک تین ٹانگوں والی میز ٹوٹی ٹانگ کی جگہ اس نے ایک لکڑی، نائیلون کی ڈوری کے ساتھ باندھ دی تھی۔ اس پر پرانے

اخبار کا رنگین صفحہ بچھا لیا اور اپنی چند چیزیں رکھ دیں۔ خوش قسمتی سے کمرے میں ایک عدد الماری موجود تھی۔ وہاں اس کی کتابیں سج گئیں۔ اور یوں گوری کا کمرہ تیار ہو گیا۔

سب کا خیال تھا یہ کمرہ گھر کی باقی عمارت سے دور ہے۔ رات کو گوری یہاں سو نہیں سکے گی۔ اسے تو یوں بھی شروع ہی سے اماں کے کمرے میں سونے کی عادت ہے۔ رات اہل خانہ اس کی طرف سے آنے والی چیخوں کی امید لئے سوئے مگر ایسا ہوا کچھ نہیں۔ وہ تو احساسات سے عاری عجیب لڑکی تھی۔ بھلا اسے ڈر خوف کا کیا معلوم، مزے سے ساری رات سوئی رہی۔ یہ گھر والوں کا خیال تھا۔

عشاء کی نماز پڑھ کر، ساڑھے نو بجے کے قریب وہ کچن میں آئی۔ خیال تھا مہمان کھا چکے ہوں گے اہل خانہ بھی فارغ ہو چکے ہوں گے اب باقی کا اس کے حصے میں آ جائے گا۔ بھوک زوروں پر تھی جلدی جلدی چاولوں کی پتیلی میں جھانکا، بھوکے ندیدے ایک دانہ بھی نہیں چھوڑا۔ اس نے باری باری سب برتن دیکھ ڈالے۔ سوائے سلاد کے اور کچھ بھی نہیں تھا۔ چولہا جلا کر توا رکھا اور فرج سے آٹا نکال کر روٹی بنانے لگی۔ ایک پھلکا پکا کر سلاد کے ساتھ یہیں بیٹھ کر کھایا۔ فرج میں انڈے موجود تھے مگر وہ سلاد کے ساتھ ہی کھاتی رہی۔ ساتھ ہی پانی کا گلاس تھا۔ نوالہ منہ میں رکھتی اور پھر پانی کا گھونٹ بھر کر اسے آگے دھکیلنے کی کوشش کرتی۔ پتہ نہیں کیوں گلا بند ہونے لگا تھا۔ کچھ کھایا نہیں جا رہا تھا۔

صبح کا ناشتہ ملازمہ بنایا کرتی تھی۔ صفائی ستھرائی، برتن دھونے کا کام بھی وہی کرتی تھی۔ پھر گیارہ بجے کے قریب وہ چلی جاتی۔ اور جب گوری کالج سے واپس آتی تو ملازمہ والی ڈیوٹی یہ سنبھال لیتی۔ اس نے صبح نماز کے بعد ٹیسٹ یاد کرنے کی کوشش کی تھی۔ مگر نانی کے سر میں درد ہونے لگا اور انہوں نے روغن بادام سے سر کی مالش کروانے کے لئے اسے اپنے کمرے میں بلا لیا تھا۔

کالج جانے کے لئے لباس تبدیل کیا۔ اس کا یہ سفید یونیفارم پورے دو سال پرانا تھا۔ اس کا رنگ سفید کے بجائے پیلا سا ہو گیا تھا۔ اکثر لڑکیاں مذاق اڑاتیں۔

گوری تمہیں شاید علم نہیں ہمارے کالج کا یونیفارم آف وائٹ نہیں بلکہ وائٹ ہے۔

وہ ازلی لاپرواہی سے گردن اٹھائے ایک شان سے گزر جاتی۔ یہ تو اس کا سفید رنگ اور بھورے بھورے چمکدار بال تھا جو عزت بنائے رکھتے۔ لڑکیاں اس کے سفید سفید ہاتھوں کو تو بڑی حسرت سے دیکھا کرتی تھیں۔ شکل اس کی چندے آفتاب ماہتاب نہیں تھی۔ ہاں ہاتھ واقعی خوبصورت تھے۔ اس کے پاس کل چھ کانچ کی چوڑیاں تھیں۔ کالی سیاہ چوڑیاں جو وہ سنبھال کر رکھتی۔ کبھی کبھی کلائی میں ڈال لیتی اور سمجھو چوڑیوں کی قسمت جاگ اٹھتی۔ مگر پھر اسے کام کرنے والی ماسی نے بتایا۔ میں جہاں دوسری کوٹھی میں کام کرتی ہوں۔ اس کی بیگم بڑے سلیقے والی ہے وہ بتا رہی تھی۔ پانی گرم کر کے اس میں نمک اور سرف ڈالیں۔ پھر سفید کپڑا اس پانی میں کچھ دیر بھگونے کے بعد دھوئیں چاندی کی طرح چمکنے لگے گا۔ اس نے جھٹ یہ

urdunovels.net

تجربہ کیا جو سو فیصد کامیاب رہا۔ اب اس کا یونیفارم چاندی کی طرح چمکنے لگا تھا۔ اسی خوشی میں اس نے چھے عدد کالی چوڑیاں بازو میں ڈال لی تھیں، نانی سے نظر بچا کر ان کا کاجل اپنی بھوری آنکھوں میں ڈالا تھا اور بہت دل سے تیار ہو کر کالج آئی تھی۔ یہاں بہت سی لڑکیوں نے مذاق کے رنگ میں اس سے کپڑے اس قدر سفید ہونے کی وجہ پوچھی اور اس
نے سادگی کے ساتھ سب کو طریقہ بتا کر خوب ہی ہنسی کا سامان پیدا کیا، لڑکیاں ہنستی رہیں اس نے پرواہ نہیں کی، نہ تو شرمندہ ہوئی اور نہ ہی ان سے الجھی۔ وہ خود ہی چپ ہو گئیں اور اکثریت نے ہمیشہ کی طرح یہ کہا۔

گوری بہت مغرور ہے، ہونہہ ہے کیا اس میں۔ سفید پھیکا رنگ، تاڑ کی طرح لمبی اور بھورے بالوں والی مگر اس پر بھی کس طرح تن کر چلتی ہے۔ کوئی ہنسے کچھ بھی کہے اسے پرواہ نہیں بڑی آئی کہیں کی شہزادی۔

مغرور نہیں بیوقوف ہے۔ اس کی ماموں زاد رخشندہ فوراً تصحیح کرتی، مگر لڑکیاں یہ ماننے کو تیار نہیں تھیں، انہوں نے خود دیکھا تھا، گوری بیگم ٹیچرز کو بھی خاطر میں نہیں لاتی تھی۔ ٹیچر ڈانٹ رہی ہے شرمندہ کر رہی ہے مگر گوہر باقی لڑکیوں کے برعکس سر اٹھائے کھڑی کھڑکی سے باہر دیکھ رہی ہے۔ یا پھر مس کے چہرے کی طرف دیکھ رہی ہے اس کے چہرے پر نہ خوف ہوتا ہے نہ تضحیک کا احساس، یوں لگتا ہے یہ سب اسے کہا ہی نہیں جا رہا، ان حرکتوں پر تو کچھ ٹیچرز اسے کہنا سننا ہی چھوڑ دیتیں اور کچھ اللہ واسطے کا بیر رکھنے لگتیں۔ کلاس میں خوب ہی سخت سست کہتیں۔

کالج میں کوئی اس کی سہیلی نہ تھی۔ شروع شروع میں اس نے ایک دو گروپ جوائن کئے ضرور تھے۔ مگر ہر جگہ ایک سی باتیں ہوتیں، میرے ابو مجھ سے اتنا پیار کرتے ہیں، میری اماں اتنا خیال رکھتی ہیں، بھیا نے مجھے یہ لا کر دیا ہے، بہن یوں کہتی ہے۔ اس نے گروپ چھوڑ دیے اکیلی ہی ہر جگہ نظر آنے لگی۔ اکثر وہ لائبریری کی سیڑھیوں میں بیٹھی دکھائی دیتی۔ ٹھوڑی ہتھیلی پر جمائے ہنستی مسکراتی قہقہے لگاتی لڑکیوں کو اپنی بھوری آنکھوں سے سنجیدگی سے تکا کرتی۔ اور خالی پیریڈ اسی طرح دوسروں کی ہنسی دیکھنے میں گزار دیتی۔ رخشندہ لائق اور اسی طرح کی لڑکی تھی جیسے کہ لڑکیاں ہوتی ہیں سو بہت سی اپنے جیسی لڑکیوں سے اس کی دوستی بھی تھی۔ کبھی اس کی دوست کہتیں۔

وہ دیکھو تمہاری کزن اکیلی بیٹھی ہے، اسے بھی اپنے پاس بلا لیتے ہیں تو وہ ناک چڑھا کر کہتی،

چھوڑو اس کو اس کی عادت ہی ایسی ہے۔ شروع سے ہی وہ الگ تھلگ اپنی دنیا میں مگن رہنے والی ہے۔ خواب بنتی ہوگی۔

لڑکی ہنس کر کہتی ہاں ان دیکھے شہزادے کی آمد کے خواب۔ کوئی دوسری ٹکڑا لگاتی سب ہنس پڑتیں۔

اس کی منگنی تو اماں بتاتی ہیں بچپن میں ہو چکی ہے۔ کہاں ہوئی ہے یہ ہم نہیں جانتے نہ وہ

لوگ کبھی ہماری طرف آئے نہ ہم نے انہیں دیکھا۔

کمال ہے عجیب بات ہے، سب داستان سننے کو بے تاب دکھائی دینے لگتیں۔

ہمارے نزدیک گوری اتنی اہم نہیں ہے۔ جو اس کا مسئلہ ڈسکس کریں۔ گھر میں جو باتیں ہوئیں کبھی کبھار اڑتی اڑتی ہماری کانوں میں بھی پہنچ جاتی ہیں سنا ہے ان لوگوں سے کوئی جھگڑا ہو گیا ہے۔ اس لئے میل جول ختم ہے۔

اوہ تو اس کا مطلب ہے رشتہ بھی ختم ہے۔

پتہ نہیں، کہا نہ ہم نے بھی کبھی نہیں پوچھا اس بارے میں۔ رخشندہ فوراً موضوع بدل دیتی۔ مگر اس کی زبان سے بیان کردہ یہ سچ کہانی جب دوسرے کانوں نے سنی تو پھر سننے کے بعد آگے بھی کہی گئی۔ اس میں بہت سے اضافے ہوئے اور کئی رخ بھی دیے گئے، گوری کالج میں مشہور ہو گئی اور اس کا ان دیکھا ان جانا منگیتر بھی خوب ہی شہرت پا گیا۔

بہت سی لڑکیاں صرف اسے چھیڑنے کی خاطر اس کے سامنے سے ان دیکھے ان جانے صاحب کا ذکر کرتیں اور کہتیں۔

اے گوری کبھی یہ بھی سوچا ہے، اتنے برسوں کی دوری نے اس کا کیا حال کر دیا ہوگا۔ اتنا خوبصورت تعلق اور اس پر یہ دوری، ہائے ہائے تم کتنی ظالم ہو، کبھی خبر ہی نہیں لی اس کی۔

یہ باتیں گوری کو اچھی لگتی ہیں یا بری کوئی بھی اندازہ نہیں لگا سکا کہ وہ کسی قسم کا کوئی تاثر چہرے پر لاتی ہی کہاں تھی۔ سب سنتی اور یوں بیٹھی رہتی جیسے یہ سب اس سے نہیں دیواروں سے کہا جا رہا ہے۔ اسے خاموش دیکھ کر کچھ تو اکتا کر چلی جاتیں، کچھ آپس میں بات بڑھاتیں۔

ہائے اتنی گوری کلائی جو دیکھ لے تو تھامنے کو بیتاب ہو جائے، لات مارے خاندانی خواتین پر اور ہاتھ پکڑ کر گانا گاتے ہوئے دور وادیوں میں نکل جائے۔

چلو کہیں دور یہ سماج چھوڑ دیں دنیا کے رسم و رواج چھوڑ دیں۔

گوری کا انداز ہنوز سپاٹ تھا۔ جیسے یہ سب بے وقوف اور فارغ بچیاں ہیں۔ اور اس جیسے عقل مند اور پڑھاکو کے پاس اتنا ٹائم کہاں کہ ان پر توجہ دے۔

گوری ہے بڑی مغرور، اس کا یہ انداز کچھ لڑکیوں کو جلا اور کچھ کو شرمندہ کر دیتا۔ ہونہہ ہے کیا اس کے پاس پرانا یونیفارم اور پرانی سی فائل پیسے تو کبھی اس کے پاس ہوتے ہی نہیں نہ ہم نے کبھی اسے کالج کی کینٹین کی طرف جاتے دیکھا۔ پڑھائی میں بھی کچھ ایسی خاص نہیں۔ شکل بھی حور پریوں والی نہیں ہے۔ بس رنگ سفید ہے اور سمارٹ ہے اور بس، یہ خوبیاں تو بہت سی لڑکیوں میں ہوتی ہیں۔ مگر اتنی مغرور کوئی نہیں ہوتی۔ یہ کوئی بات ہے کسی کو اپنے قابل نہیں سمجھتی جب ہی تو دوستی نہیں کرتی۔ لڑکیاں ناک سکیڑ کر منہ بنا کر تبصرے کرتیں۔ اور وہ اس سب سے بے نیاز کوئی نہ کوئی نوٹس بنانے میں مصروف ہوتی۔

کالج میں مینا بازار کی تیاریاں عروج پر تھیں اور یہاں ڈرامہ رضیہ سلطانہ بھی کھیلا جانا تھا۔ رضیہ سلطانہ کے لئے گوری سے ٹیچر نے خود کہا اور اس کے بعد ڈرامہ کروانے کی ذمہ دار لڑکیاں

بھی اس کے پاس آئیں مگر وہ ہاں نہ کر سکی۔ بہت اصرار ہوا مگر اس نے ایک بار نہ کر دی پھر بیبیاز بن گئی۔ بے نامغرور بدمزاج وہ اس کے رویہ سے اکتا کر واپس ہولیں۔ اور اس رات گھر آ کر گوری نے کام نمٹانے کے بعد اپنے کمرے میں آ کر کتاب نہیں کھولی۔ زیرو پاور کا بلب آن کر کے وہ نیم تاریکی میں بستر پر لیٹ گئی۔ آنکھیں موند لیں اور گوری سے رضیہ سلطانہ بن گئی۔ کہاں تو دوسروں کے رحم و کرم پر پڑی بے بس گوری اور کہاں سلطانہ رضیہ۔ حاکم بادشاہ مرضی کی مالک، حکم

دینے والی، پسند کا کھانے اور پہنے والی۔ اگر میرے پاس گیٹ اپ کے لئے پیسے ہوتے تو میں یہ کردار ضرور کر لیتی، مگر میں یہ جانتی ہوں کہ جب کسی ڈرامے میں کام کیا جاتا ہے تو کردار بہت کچھ اپنے پلے سے بھی دیتے ہیں۔ گوری بہت غریب ہے اس کے لئے سلطانہ تک کا سفر بہت کٹھن ہے۔ مگر خیالوں پر پابندی ہے بھلا۔ وہ آج یہ خواب بنتے مطمئن تھی اور اس روز پہلی بار اسے علم ہوا، جاگتے میں خواب دیکھنا کتنا دلچسپ شغل ہے۔ مگر پھر میری کتابیں مجھ سے دور ہو جائیں گی۔ اور کتاب دور ہونے کا مطلب ہے منزل دور ہو جائے گی۔ وہ گھبرا کر اٹھی۔ لائٹ آن کر دی۔ رخشندہ تو اس کی کلاس فیلو تھی۔ باقی کی کزن میں ناہید اور سعدیہ ہوم اکنامکس کالج میں تھیں۔ جبکہ راضیہ ابھی کلاس نائن میں تھی۔ مگر مینا بازار میں شرکت تو اسے بھی کرنا تھی، سب ہی کی تیاری زبردست تھی نئے سوٹ نئے جوتے نئی جیولری۔

ہائے میرے پاس نیل پالش نہیں ہے۔ راضیہ بڑی پریشانی کے عالم میں سعدیہ سے کہہ رہی تھی۔

ابھی پچھلے مہینے تو ایوان کی لی تھی تم نے۔ رخشی کو کزن کی فضول خرچی پر ہمیشہ بہت اعتراض ہوا کرتا تھا۔

تم سے کس نے بات کی۔ سعدیہ تنک کر بولی۔

تم حد سے زیادہ فضول خرچ ہو، گھر کا خرچ چونکہ اکٹھا ہے میرے بابا کی آمدنی بھی اس مں شامل ہوتی ہے۔ اس لئے تمہاری فضول خرچیاں بھی مجھے پریشان کرتی ہیں۔

اس پر بات بڑھ گئی، گوری جو چھوٹی ممانی کے کلف لگے ڈوپٹے پر بیل ٹانک رہی تھی۔ وہیں چھوڑ کر اماں کے کمرے میں چلی آئی کہ اس وقت چھوٹی ممانی ان دونوں میں الجھ گئی تھیں۔ گوری کو یہاں سے اٹھتے ہوئے نہیں دیکھا۔

اماں، اماں آپ کو پتہ ہے کالج میں مینا بازار ہے۔

ہاں علم ہے مجھے۔ وہ نمازی چوکی سے اٹھتے ہوئے بولیں۔

سب نے نئے کپڑے بنوائے ہیں میرے لیئے بھی بنا دیں۔ انداز میں لجاجت تھی نہ خوشامد بس ایک سوال تھا۔

تمہارے کپڑے وہ کسی سوچ میں الجھیں۔

ہاں میرے کپڑے۔ اس نے دہرایا۔

چلو ٹھیک ہے بنا دوں گی۔ وہ بھی جانے کس موڈ میں تھیں واپسی کو مڑی تو بولیں۔ اپنا کوئی سوٹ ناپ کے لئے دے دینا۔ پروین کی ماں سے سلوا دوں گی، وہ اچھے کپڑے سیتی ہے۔

ٹھیک ہے۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا پھر اسی وقت اپنے کل چار سوٹوں میں سے ایک لا کر اماں کو تھما دیا۔

اے لو اتنا بدرنگ سوٹ۔ پروین کی اماں کے سامنے ناپ کے لئے یہ جوڑا دیتے کیا شرمندگی نہیں ہوگی مجھے۔

اماں میرے تین جوڑے تو ایسے ہی ہیں۔ آخر اتنے عرصے سے ساتھ جو دے رہے ہیں میرا۔

ارے وہ جو پچھلی عید پر نیلا جوڑا سلوا کر دیا تھا۔ جس کے ڈوپٹے پر تم نے کرن ٹانکی تھی، وہ کیا ہوا بھلا

اماں وہ میرے پاس ایک ہی تو اچھا جوڑا ہے۔ پروین کے اتنے سارے بھائی بہن ہیں۔ کسی نے گندے ہاتھ لگا دیئے تو داغ لگ جائے گا۔

اے لو اور سنو اے بی بی اس کی ماں درزن ہے ایک سے ایک اچھا کپڑا اس کے ہاں سلنے کو آتا ہے جو یوں داغ لگا واپس کرتے تو بھلا کوئی سلنے کے لئے دیتا انہیں کپڑے اپنے۔

اماں نے اس کی عقل کا بھرپور انداز میں ماتم کرنے کے بعد کہا تھا۔ وہ بھی قائل ہوگئی اور اپنا نیلا جوڑا نکال کر ان کے حوالے کر دیا۔

اگلے روز یہ کالج جانے کے لئے تیار ہوئی تو علم ہوا رخشی تو آج نہیں جا رہی۔ اس کے گلے میں تکلیف ہے۔

تکلیف تو ہوگی، پلیٹیں بھر بھر کے کھٹی چاٹ کھاتی ہے۔ اس نے اعلان ضروری سمجھا اور ممانی کو زیادہ برا اس لئے لگا کہ اس نے ماموں کی موجودگی میں یہ اعلان کیا تھا۔ انہوں نے اپنے بیٹے انعام کو منع کو دیا کہ وہ آج گوری کو بھی کالج چھوڑ کر نہیں آئے گا۔ اس سے پہلے یہ چاروں لڑکیاں انعام کے ساتھ سوزوکی مہران میں لد کر اپنی اپنی منزل پر جایا کرتی تھیں اس کے بعد وہ اپنی راہ لیتا تھا۔ آج گوری کے لئے اس کے پاس یہ بہانہ تھا کہ اس روٹ پر جانا ہی نہیں۔

وہ بھی خوب سمجھتی تھی مگر کچھ نہ بولی۔ کالج کے لئے تیار ہو کر نانی کے کمرے میں آ گئی اور بولی۔

اماں مجھے کرایہ دیں میں آج ویگن سے جاؤں گی۔

ساری بات سن کر انہوں نے سو روپے کا نوٹ تھمایا اور بولیں رکشہ لے لینا، بسوں ویگنوں کی عادت نہیں ہے، پھر تمہارا کیا بھروسہ کس نمبر کی وین میں سوار ہو کر کہاں پہنچ جاؤ۔

اسے کہنا تو چاہیے تھا کہ اتنی بیوقوف نہیں ہوں مگر سو روپے کے لال نوٹ نے کچھ کہنے نہیں دیا۔ نوٹ مٹھی میں دبائے یہ دعا کرتی رخشی بہت دنوں تک بیمار رہے۔ انعام مجھے لے جانے سے انکار کرتا رہے اور اماں سو روپیہ دیتی رہیں، وہ گھر سے باہر آ گئی۔ رکشہ کس نے لینا

urdunovels.net

تھا۔ وین سے کالج آئی۔ نوٹ بڑی احتیاط سے فائل میں رکھا اور فیصلہ کیا کہ فری پیریڈ میں یہ بیٹھ کر سوچنا ہے کہ اس اچھی خاصی رقم کو کہاں خرچ کیا جائے۔ موسم آج بہت حسین تھا۔ بادل صبح بہت ہلکے تھے مگر اب گھرے ہوتے جا رہے تھے۔ ہوا ٹھنڈی اور اٹھکھیلیاں کرتی ہوئی تھی۔ پڑھائی کم تفریح زیادہ ہوتی اور لڑکیاں خوب ہی انجوائے کرتی۔ دن کے گیارہ بجے تک بادل جھکے رہے۔ پھر برسنے لگے۔ ایک گھنٹہ تک خوب برسے پھر زور ٹوٹنے لگا مگر قدرت کو منظور کچھ اور تھا۔ ہوائیں نہ جانے کہاں کہاں سے بادلوں کو گھیر گھار کر ادھر لا رہی تھیں۔ پڑھائی تو آج ہوئی نہیں بارش تو لگتا ہے سارا دن برسے گی۔ اور آج تو انعام مجھے لینے بھی نہیں آئے گا۔ بہتر ہے اب جو بارش کم ہوئی تو گھر کی راہ لوں۔ وہ۔

یہ سوچ کر کالج کی عمارت سے باہر آئی۔ رکشہ کی تلاش میں نگاہ دوڑائی۔ برستی بارش میں اسٹاپ تک جاتے کپڑے بری طرح گیلے ہو جاتے مگر اسے ناکامی ہوئی۔ اسٹاپ کی طرف چل پڑی مگر راستے میں بارش تیز ہوگئی۔ اسے ایک درخت کے نیچے پناہ لینا پڑی۔ اوہ مصیبت اگر بارش نہ ہوتی تو کالج سے واپسی پر بازار چلی جاتی اور یہ سو روپیہ خرچ کرتی مگر کیا لیتی، چوڑیاں۔ مگر سو روپے کی چوڑیاں اونہوں چوڑیوں سے زیادہ مجھے چپل کی ضرورت ہے۔ ایسی چپل جو دیکھنے میں خوبصورت لگے جسے میں مینا بازار میں پہن سکوں یا پھر۔

ہیلو ہیلو کہاں جانا ہے آپ کو وہ شاید کافی دیر سے بلا رہا تھا اور اپنے خیالوں میں مگن اس نے سنا ہی نہیں، اب چونکی غصے سے اس کی طرف دیکھا کہ ایسے لفنگے لفٹ دینے والے تو لڑکیوں پر منڈلاتے پھرتے ہیں۔ مگر اس کو پولیس یونیفارم میں ملبوس پایا۔ انداز و اطوار میں شائستگی اور سب سے بڑھ کر وردی اور جیپ۔

آیئے بیٹھئے میں ڈراپ کر دیتا ہوں اسے تذبذب کے عالم میں پایا تو پھر ذرا توقف کے بعد بولا۔ دیکھئے میں ذمہ دار پوسٹ پر فائز ہوں۔ پولیس مین ہوں اور سب سے بڑھ کر یہ کہ موسم بہت خراب ہو رہا ہے۔ بارش تو ہے ہوائیں بھی بہت تیز ہے ایسے میں آپ دو قدم آگے اٹھائیں گی۔ یہ آپ کو پیچھے دھکیل دیں گی۔

جی جی یہ تو ہے، احمق لڑکی جیسے چونک گئی اور یہ بات اتنی دل کو لگی کہ جھٹ جیپ میں آ کر بیٹھ گئی۔ کہاں جانا ہے آپ کو۔ وہ سرسری سی نگاہ ڈال کر مخاطب ہوا۔

گھر تو میرا کافی دور ہے، آپ کو چاہیئے تھا پہلے پوچھ لیتے تب پتہ نہیں ہمدردی سوار تھی آپ پر اب جب میں بیٹھ چکی ہوں تب پوچھ رہے ہیں مجھے نہیں پتہ آپ کے راستے میں آتا ہے یا نہیں۔ بس مجھے چھوڑ کر آئیں۔ واہ کیا انداز تھا دھونس بھی اور بچوں والی ضد بھی۔ اس کے لبوں پر واضح مسکراہٹ دوڑ گئی۔

محترمہ میں نے یہ کب کہا ہے اگر آپ کا گھر میرے راستے میں ہے تب ڈراپ کروں گا، میں تو ہر طرح سے خدمت کو حاضر ہوں۔

او، اچھا اب کے وہ بڑے ریلیکس انداز میں مسکرائی اور زبان کے ساتھ ساتھ ہاتھوں کے اشارے سے بھی ایڈریس سمجھانے لگی۔ تب اس کی نگاہ اس کے سفید ہاتھ اور گول سفید

کلائی پر پڑی۔کالی چوڑیاں کس قدر سج رہیں تھیں۔سچ تو یہ ہے کہ چہرے سے زیادہ اس کے ہاتھ اور اس کی گول کلائیاں اور ان میں بجتی کالی چوڑیاں توجہ کھینچ لیتی تھیں۔

سمجھ گئے ناں آپ ایڈریس سمجھا کر وہ پوچھ رہی تھی۔

جی کچھ کچھ جہاں سے سمجھ میں نہ آیا آپ بتانے کی زحمت کر لیجئے گا۔ورنہ دوسری صورت میں زحمت پھر بھی آپ ہی کو ہوگی۔

کیا مطلب اس نے سر سے کھسک جانے والی چادر کو اپنے براون بالوں اور سیدھی مانگ والے سر پر سلیقے سے جمایا۔

ظاہر ہے پتہ معلوم نہ ہونے کی صورت میں آپ کو اپنے ساتھ لے جاؤں گا۔

کہاں جا رہے ہیں آپ

کیوں کیا آپ ساتھ جانا چاہتی ہیں گوری نے قدرے ناگواری سے اسے دیکھا۔مگر ادھر چہرے پر کچھ اس درجے کی سنجیدگی تھی کہ وہ سوال کی نوعیت جان نہیں سکی۔ویسے میں اس وقت آپ کے علاقے کے تھانے میں جا رہا ہوں وہاں کے انچارج کے خلاف شکایتیں ملتی ہیں۔

آپ کس عہدے پر ہیں

میں اے ایس پی ہوں۔

لگتا ہے اس محکمے میں آئے زیادہ عرصہ نہیں ہوا، جی نہیں میں تو پورے پندرہ سال سے ادھر ہی ہوں۔

پندرہ سال وہ آواز دبا نہیں سکی۔پھر بھی اتنے ینگ لگتے ہیں۔ہاتھ ٹھوری پر رکھ کر حیرت کا اظہار کیا۔اور جائزہ بھی بڑے سکون سے لیا۔

ینگ لگتا نہیں، ہوں بھی، آپ کا یہ اندازہ ہی بے تکا تھا کہ۔۔۔لگتا ہے زیادہ عرصہ نہیں ہوا۔یہ تو کوئی آنکھوں کا اندھا بھی بتا سکتا ہے کہ میں ینگ ہوں اور سروس نئی ہے۔

آپ تو خفا ہو گئے۔

جی نہیں میں کیوں خفا ہونے لگا۔بس جب لوگ ایسی بے تکی باتیں کر کے پھر سامنے والے سے اس جملے کی توقع کرتے ہیں کہ، ارے آپ کو کیسے پتا چلا تو مجھے بڑا غصہ آتا ہے۔

کیا میں پولیس میں بھرتی ہو سکتی ہوں۔

ضروری نہیں کہ پولیس جاب کے بعد آپ اس عادت پر قابو پا لیں۔

میں اس لئے تو نہیں کہہ رہی۔

پھر کیا کسی سے دشمنی ہے، اور پولیس میں بھرتی ہو کر انہیں کسی قتل میں ملوث کر کے پھانسی پر لٹکانا چاہتی ہیں

تو آپ اسی لئے پولیس میں آئے ہیں

جی نہیں مجھ میں اتنی طاقت ہے کہ دشمن کو جب چاہے جس طرح چاہے سزا دے سکتا ہوں۔

طاقت تو مجھ میں بھی ہے، مگر میں معاف کرنے پر یقین رکھتی ہوں۔ وہ بھلا کسی سے کیوں متاثر ہوتی۔

انگور کھٹے ہیں۔ وہ ہنس پڑا تھا اس نے گود میں رکھی فائل پر ہاتھ پھیرا پھر باہر کے طوفان پر نگاہ جما دی۔ بارش اتنی تیز اور اس پر آندھی کی رفتار او میرے خدا اگر میں پیدل سٹاپ کی طرف جا رہی ہوتی تو۔

کیا سوچنے لگیں پتا نہیں کیوں وہ اسے بار بار بولنے پر اکسا رہا تھا۔

میں سوچ رہی ہوں آپ خاصے خود پسند ہیں۔

اب مجھے واقعی چونکنا چاہیئے کہ آپ نے اتنا درست اندازہ کس طرح لگایا۔

مجھ خود پسند لوگ پسند نہیں ہیں۔

کوئی بات نہیں پریشان مت ہوں۔ ہمارا یہ ساتھ زندگی بھر کا تھوڑا ہی ہے۔ ابھی کچھ دیر بعد آپ کی

منزل آجائے گی۔ پھر جس طرح کے لوگ پسند ہیں۔ ان کے پاس چلی جایئے گا۔

مجھے آج تک یہ معلوم نہیں ہو سکا کہ مجھے کیسے لوگ اچھے لگتے ہیں۔

یہ بھی کوئی ایسی بڑی پروبلم نہیں ہے۔ جس طرح کے بندے سے شادی ہو جائے۔ خود کو یقین دلا لینا مجھے ایسا ہی پسند ہے۔ قسم سے زندگی بہت اچھی گزرے گی۔

آپ کی شادی ہو گئی۔ بے تکلفی سے اگلا سوال ہوا۔ اس نے گوری کی جانب دیکھا آنکھوں میں جواب پانے کی کتنی بےچینی تھی۔

آپ کو کس طرح کا جواب خوش کر سکتا ہے۔

جی کیا مطلب

مطلب یہ کہ تھوڑا سا ساتھ ہے ہمارا۔ میں چاہتا ہوں یہ سفر آپ کے لئے بہت اچھا بلکہ یادگار رہے اس لئے وہی بات کرنا چاہتا ہوں جو آپ کو اچھی لگے۔

آپ میرے لئے اجنبی ہیں مجھے آپ کی زندگی سے کیا مطلب۔ وہ باہر دیکھنے لگی۔

کاش یہ بات آپ سوال کرنے سے پہلے سوچ لیتیں، ویسے میری شادی ابھی نہیں ہوئی، ایک اور خوشخبری منگنی بھی نہیں ہوئی۔

یعنی آپ کسی کو پسند کرتے ہیں اس نے راز پا لینے والے جوش سے کہا۔

کیا مطلب یہ آپ نے کیسے اخذ کر لیا۔ وہ ہنس کر مگر حیرت کے ساتھ بولا۔

جبھی تو آپ منگنی نہ ہونے پر خوش ہیں۔

اوف وہ گہرا سانس کھینچ کر رہ گیا سمجھا نہیں یہ لڑکی اس کی بات سمجھ کر بھی انجان بنی ہے یا واقعی نہیں جان سکی۔

ادھر ادھر موڑ لیں آگے کہاں جا رہے ہیں۔

ایک جگہ اسے ٹوکنا پڑا، ادھر سے گاڑی آپ کے راستے پر ڈال دوں گا۔

سنئے اب کے گوری کی آواز دھیمی اور کسی

اندیشے سے لرزتی ہوئی تھی۔

سنائیے۔

آپ واقعی پولیس آفیسر ہیں

تو آپ کے خیال میں کانسٹیبل نے اپنے افسر کی یونیفارم پہن لی ہے۔

نہیں میرا مطلب ہے آج کل چور ڈاکو بھی تو وردی کا استعمال کرنے لگے ہیں۔

یہ بات آپ کو گاڑی میں بیٹھنے سے پہلے سوچنا چاہیئے تھی۔

میں کیا کروں میری عقل گھاس چرنے گئی رہتی ہے۔خود پر شدید غصہ آرہا تھا۔دل الگ تیز تیز دھڑک کر پریشان کرنے لگا تھا۔

میں تو آپ کو بہت بہادر لڑکی سمجھا تھا، آپ تو بڑی بزدل نکلیں۔ وہ اس پر ہنسا تھا۔

اطلاع کے لئے عرض ہے کہ بہادر ہونا عورت کے لئے کوئی خوبی والی بات نہیں ہے۔

تو کیا خامی والی بات ہے، میں نہیں مانتا۔

آپ نے کبھی پوئٹری پڑی ہو تو پتہ چلے۔شاعر یعنی مرد حضرات عورت کے حسن اس کی اداؤں، جفاؤں غرور، خود پسندی کا تو ذکر کرتے ہیں، یہ نہیں کہتے میری محبوبہ بڑی بہادر ہے۔وہ شیر کا شکار کرسکتی ہے یا کل جب میں اسے ملنے چھت پر گیا تو اس نے مجھے اٹھا کر چھت سے نیچے پٹخ دیا۔اور اس شہ زوری کی گواہی کے لئے چاند ستارے حاضر ہیں۔کیونکہ رات کے پچھلے پہر یہ منظر چاند تاروں نے دیکھا تھا۔یا پھر اس نازک کلی نے جو باد صبا کی منتظر تھی۔

ارے واہ واہ اس نے کھل کر ہنسنے کے ساتھ داد دی پھر بولا۔

آپ شاعری پڑھتی ہیں۔

جی ہاں اردو لٹریچر میرا سبجیکٹ ہے اور محترم آفیسر صاحب اس یونیفارم کے کچھ آداب بھی ہیں جو آپ نے اس وقت پہن رکھی ہے۔

کیا گستاخی کی ہے میں نے یونیفارم کی شان میں۔

آپ کو یوں منہ پھاڑ کر نہ ہنسنا چاہیئے اور نہ ہی اس قدر بولنا چاہیئے۔آپ ادھر سے موڑ لیں اور وہ جو سرخ شیڈ دکھائی دے رہا ہے وہاں اتار دیں۔

کیا وہی آپ کا نشیمن ہے۔

نہیں وہ اسکول ہے اس کے قریب ہی میرا گھر ہے۔

آپ مجھے اپنا گھر دکھانا نہیں چاہتیں۔

نہیں۔صاف جواب آیا۔

کیوں اندر جیسے دکھ بھرا تھا۔

میری مرضی۔ہٹ دھرمی عروج پر تھی۔

سرخ شیڈ آچکا تھا اس نے جیپ روک دی وہ نیچے اتری اور ایک بار پیچھے مڑے بغیر برستی بارش میں دھیرے دھیرے سنبھل سنبھل کر قدم اٹھتی آگے بڑھ گئی۔

urdunovels.net

جب بھیگی بلی بنی گھر میں داخل ہوئی تو اس پر ہنسنے کے مواقع تلاش کرتے رہنے والے اہل خانہ خوب ہی ہنسے۔

شکر ہے ہم تو آج نہیں گئے تھے۔ رخشندہ نے پیر صوفے پر رکھ کر خود کو شاباش دی۔

پتا ہے آج مس جلیل نے انگلش کا ٹیسٹ لیا تھا۔

کیا ٹیسٹ ہو گیا اس کی تیاری رخشی پچھلے ہفتے سے کر رہی تھی۔ خیال تھا سب سے زیادہ نمبر اسی کے آئیں گے۔

ہاں ہو گیا۔ گوری نے اطمینان سے جھوٹ بولا۔

مس نے میرا پوچھا ہو گا۔ لہجے میں یقین تھا۔

نہیں وہ گیلی چادر اتار کر بڑے مزے سے بولی۔

کیوں کمرہ خراب کر رہی ہو دیکھتی نہیں پانی کس طرح ٹپک رہا ہے۔ جاؤ جا کر کپڑے بدلو۔ بڑی ممانی ناگواری سے گویا ہوئیں۔

کپڑے بدلو پھر ہمارے لئے پکوڑے بناؤ۔ اتنا پیارا موسم ہے ہم سب کب سے پکوڑے کھانے کو ترس رہے ہیں۔

یہ انعام کہہ رہا تھا۔ وہی انعام جس نے اسے صبح ڈراپ کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ وہ کچھ بھی کہے بغیر

فائل اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی اور یہ تو سب کو پتہ تھا جواب دیا ہے یا نہیں۔ کام تو اسے کرنا ہے۔ گوری نے کپڑے بدلے۔ اتنی سردی میں نہائی پھر یونیفارم دھویا اور ان تمام کاموں سے فارغ ہو کر جب وہ باتھ روم سے برآمد ہوئی تو سعدیہ کو منتظر پایا۔

کتنی مرتبہ آ چکی ہوں تمہارے کمرے میں، ادھر سب پکوڑوں کے منتظر بیٹھے ہیں اور ادھر غسل شاہی ہی ختم نہیں ہو رہا۔

اس نے جیسے سنا ہی نہیں، گیلے بال اطمینان سے تولیے سے لپیٹے، اپنے بیڈ کی چادر ٹھیک سے بچھائی اور پھر سعدیہ کو نظر انداز کر کے باہر آ گئی۔ رخ کچن کی طرف تھا۔

موسم تو پہلے ہی سرد تھا اور اس پر بارش سونے پر سہاگہ والا کام تھی۔ گوری کے پاس ایک ہی سویٹر تھا۔ جو وہ پچھلے چار سالوں سے استعمال کر رہی تھی۔ یہ سویٹر بڑے ماموں نے کمال مہربانی کا مظاہرہ کرتے ہوئے اس کے لئے انگلینڈ سے بھیجا تھا۔ تب اس کا رنگ اور ہمت کافی خوبصورت تھی، اتنی کہ چھوٹی ممانی اسے دیکھ کر للچا گئی تھیں۔ مگر گزرے وقت نے رنگت چمک اور گرمائش میں بہت فرق ڈال دیا تھا۔ اور گوری کو سردی سخت بری لگنے لگی تھی بڑا ہی منحوس موسم ہوتا ہے یہ۔

آلو پیاز ہری مرچ کاٹیں۔ پالک موجود نہیں تھی نہ ہی پودینہ اس نے سوچا اچھا ہے اور کیا ہی اچھا ہوتا جو پیاز بھی موجود نہ ہوتی۔ بیسن میں نمک مرچ مسالے ملائے اور پھر پکوڑے کڑاہی میں ڈالے۔ پہلی مرتبہ صرف پانچ پکوڑے۔ حالانکہ کڑاہی خاصی بڑی تھی۔ یہ پانچ پکوڑے نکال کر ایک چھوٹی سی پلیٹ میں ڈالے اور جا کر اپنے کمرے میں رکھ آئی۔ واپس

urdunovels.net

آ کر بیسن میں دو چمچ اچھی طرح بھر کر نمک اور اتنی ہی مرچ ڈال کر پکوڑے بنانے لگی اور اب کے کڑاہی بھر کے ڈالے تھے۔ آنچ بھی خاصی تیز کر دی۔ یوں وہ منٹوں میں جلنے لگے۔ کام نے وقت زیادہ نہیں لیا۔ بنا کر ڈش میں ڈالے اور جا کر سب کے درمیان میز پر پٹخ دیئے۔

آہا کیا پیاری خوشبو ہے۔ انعام میگزین چھوڑ کر سیدھا ہو بیٹھا باقی سب بھی قریب ہو گئے۔

چٹنی نہیں بنائی سعدیہ نے منہ بنایا۔

اگر بنائی ہوتی تو یہاں نظر آ جاتی۔ وہ اتنا کہہ کر اپنے کمرے کی طرف بڑھ گئی۔ کتنی گالیاں پڑی پکوڑوں کے انتظار میں کب سے بیٹھنے والوں نے اسے کس قدر کوسا۔ کچھ خبر نہیں ہو سکی اس نے تو اپنے کمرے میں آ کر مزیدار پکوڑے کھائے اور کتاب لے کر بستر میں بیٹھ گئی۔

دو گھنٹے بعد جب رات کے کھانے کی تیاری کے سلسلے میں دوبارہ ادھر حاضر ہوئی تھی تب تک سب کا غصہ انتہائی عروج لئے ہوئے تھا جتنا کہ پہلا پکوڑا کھاتے ہوئے آیا تھا۔ سب ہی نے دیکھتے ہی چڑھائی کر دی۔

میں کالج سے تھکی ہوئی تھی اس لئے غصہ آ گیا۔ انداز میں اطمینان قابل دید تھا۔

غصہ آ گیا، کیا نواب کی بچی ہل چلا کر آئی تھی۔ ممانی دھاڑ رہی تھیں۔

انعام نے مجھے نہ پک کیا نہ ڈراپ، موسم اتنا خراب تھا مشکلوں سے واپس آئی۔ آتے ہی پکوڑوں کی فرمائش۔ میرا تو جی چاہ رہا تھا نمک کے بجائے جمال گوٹا ملا دوں۔

حد ہوتی ہے ڈھٹائی کی۔ بجائے شرمندہ ہونے کے مزید حال دل بیان ہوا تھا۔ جی چاہتا ہے کھال کھینچ لوں اس کی۔ بڑی ممانی دانت پیس رہی تھی۔ چھوٹی والی ان کی نسبت تھوڑی تحمل والی تھیں۔ یوں بھی انعام بڑی ممانی کا بیٹا تھا۔ پکوڑوں کی فرمائش اس نے کی تھی۔ چھوٹی کو کیا پڑی ہے جو بول کر بلڈ پریشر بڑھاتیں۔

میں اماں سے شکایت کروں گی۔ بڑی ممانی کو گوری کے ساتھ ساتھ چھوٹی ممانی پر بھی غصہ آ رہا تھا جو ٹی وی کی جانب متوجہ تھیں۔

امی اسے میرے حوالے کریں۔ دو دن میں سیدھا کر دوں گا۔ انعام فوں فوں کر رہا تھا۔

ارے پکوڑے تو خود بنا نہیں سکتے اٹھ کر پانی پینا محال ہے اور مجھے سیدھا کرو گے ویسے بھی اب میری۔

پہنچ دور دور تک ہے۔ اچانک پولیس آفیسر یاد آ گیا۔

کیا مطلب اس کی بات سے زیادہ انداز نے اسے چونکا دیا تھا۔

ارے کوئی غیر قانونی کاموں میں ملوث گروہ تو نہیں تمہاری پشت پر۔ ممانی کافی ڈرپوک بھی تھیں۔

یونہی سمجھ لیں بات آپ نے بڑی جلدی سمجھی ہے۔ بس ایک لفظ زائد استعمال کیا ہے۔ (اشارہ غیر کی طرف تھا)۔

کون سا لفظ۔ ممانی کی آنکھیں ضرورت سے زیادہ کھلی ہوئی تھیں۔

urdunovels.net

بوجھیں میں تو شام کے کھانے کی تیاری کرنے لگی ہوں۔ فالتو باتوں کے لئے وقت ہی نہیں ہے میرے پاس۔ وہ دل ہی دل میں ہنستی ہوئی نانی کے کمرے میں چلی گئی۔

تم کب آئیں گوری۔

نانی میں یہ پوچھنے آئی تھی کیا آپ نے میرے لئے سوٹ منگوالیا ہے۔

لو بھلا لڑکی دماغ تو درست ہے نا تمہارا۔ سارا دن بارش برستی رہی، ایسے میں کون عقل کا اندھا تمہارے لے سوٹ خریدنے جاتا۔

مینا بازار میں بہت تھوڑے دن رہ گئے ہیں ناں۔

دم کیوں نکل رہا ہے، آجائے گا۔ جاؤ جا کر کھانا پکاؤ اور سنو میرے لئے یخنی بنا دینا۔ آج سردی بہت ہے۔ جوڑوں میں تکلیف ہو رہی ہے۔ وہ خاموشی سے پلٹ آئی۔

پہلے ان کے لئے یخنی چولہے پر رکھی پھر سوچا آج کیا پکایا جائے۔ مٹر اسے بہت اچھے لگتے تھے۔ سعدیہ اور ثاقب پسند نہیں کرتے تھے چھوٹی ممانی کو بھی پسند نہیں تھے۔ اس لئے جب مٹر پکتے تو ساتھ میں ایک اور ہنڈیا بھی تیار کرنا پڑتی تھی۔ آج مٹر قیمہ کھانے کو دل چاہ رہا تھا مگر ساتھ میں ایک اور سالن بنانے کا بالکل موڈ نہیں تھا، یہی سوچا کسی کو بتائے بغیر خاموشی سے بنا لیتی ہوں۔ جس نے نہیں کھایا وہ نہ کھائے یا بنا لے اپنی مرضی کا۔ کندھے جھٹکے۔ آنکھیں سکیڑ کر ان سب سے بے زاری کا اظہار کیا۔ اپنی طرف سے انہیں جہنم میں بھیجا اور قیمے کے لئے مسالہ تیار کرنے لگی۔

کیا بنا رہی ہو۔ جب وہ قیمہ بھون رہی تھی۔ سعدیہ اپنے لئے چائے بنانے کچن میں آگئی۔

قیمہ۔ اس نے مختصر جواب دیا

اچھا سا بنانا، تم نے جو پکوڑے بنائے ہیں، انہوں نے سب کو بہت مایوس کیا ہے۔ تمہیں اتنا بھی معلوم نہیں کتنے بیسن میں کتنا نمک ڈالنا چاہیے۔

سعدیہ اس کی کلاس لینے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے نہیں دیتی تھی۔ جواب میں وہ خاموش اور اس طرح مطمئن دکھائی دی جیسے سعدیہ اسے نہیں کسی اور کو شرمندہ کر رہی ہے۔ وہ چائے بنا کر گئی تب اس نے فرج سے مٹر کی تھیلی نکالی۔

روٹی پکائی اس نے لاونج میں آ کر سب کو کھانا تیار ہونے کی اطلاع دی۔

بیٹا ٹیبل پر لگا دو ہم آرہے ہیں۔ ماموں نے بڑے پیار سے ایک اور کام بتا دیا۔

ماموں میں تو اماں کو یخنی دینے جا رہی ہوں۔ ساتھ میں شاید وہ کچھ اور بھی لینا چاہیں سعدیہ سے کہیں یہ لگا لے گی۔ وہ کسی کی کچھ سنے بغیر واپس ہوئی۔

کچن میں آ کر اپنا کھانا نکالا۔ اماں کے لئے یخنی کا پیالہ لیا۔ اور مزید کسی تاخیر کے بغیر یہاں سے نکل آئی۔ ایک تو مٹر قیمہ بنا بہت اچھا تھا۔ دوسرے یہ خیال کے کھانے کی ٹیبل پر کئی لوگ برے برے منہ بنا رہے ہوں گے۔ کھانے کا لطف دوبالا ہو رہا تھا۔

انعام مجھ سے سخت ناراض ہوگا۔ ممکن ہے صبح کالج لے کر نہ جائے، چلو اچھا ہے، بڑی

اماں سے مزید سو روپیہ مل جائے گا، اوہ وہ آج کا سو روپیہ، میں تو اسے بھول ہی گئی تھی۔ آج تو موسم بہت خراب رہا کل کالج سے واپس آ کر وسائی کو روک لوں گی اس سے کہوں گی کہ میرے ساتھ بازار چلو پھر اپنے گھر جانا۔ ہاں یہی ٹھیک ہے ورنہ اس گھر کی کوئی لڑکی میرے ساتھ بازار جانے کو کہاں تیار ہوگی۔ سو روپے کی جوتی لیتے بھلا عزت نہ گھٹ جائے گی ان عزت داروں کی۔ چلو شکر ہے مینا بازار کی وجہ سے میرا نیا سوٹ تو بن رہا ہے۔ ورنہ ہر جگہ یہ نیلا سوٹ ہی پہن رہی تھی جیسے نیلا رنگ میری ذات کا حصہ ہو۔ اگر انعام نے مجھے صبح لے جانے سے انکار کر دیا مشکل تو ہوگی بارش کی وجہ سے سڑکوں پر کیچڑ اور جگہ جگہ پانی کھڑی ہوتا ہے میرے یونیفارم پر چھینٹیں پڑ گئیں تو کتنا مسئلہ ہو جائے گا۔ غریب ہونا بھی ایک عذاب ہے۔ تھوڑے پیسے ملے تو پرائز بانڈ خرید لوں۔ ہو سکتا ہے نکل ہی آئے اور کیوں نہ نکلے گا بھلا، میں ہر روز پہلے انعام کے لئے دعا کروں گی۔ پیسے تو ہیں میرے پاس، یہ سو روپے کا اگر بانڈ لے لیا جائے تو کیسا رہے گا بلکہ پھر جوتے رہ جائیں گے چلو بانڈ کے لئے اللہ اور رقم دے گا۔ اور اس کے جوتے ہی سہی پھر مسئلہ جیسے حل ہو گیا اور وہ کتاب کھول کر بیٹھ گئی۔

اس روز کالج سے لوٹی ہی تھی کہ نانی نے اپنے کمرے میں بلوا لیا۔ کیا ہے اماں ابھی تو میں نے کپڑے بھی نہیں بدلے۔ کون سا کام یاد آ گیا ہے۔

کام کی بچی نکمی نکھٹو لڑکی میں نے تجھے کسی کام سے نہیں بلوایا۔ یہ سوٹ دینے کے لئے بلایا ہے۔ آ گیا ہے سل کر اور یہ تیرا نیلا والا بھی جیسا گیا تھا، ویسا ہی واپس آیا ہے۔ کوئی داغ دھبہ نہیں لگا اس پر۔

کہاں ہے نیا سوٹ اسے دیکھنے کی جلدی تھی۔ انہوں نے کالا شاپر اس کی طرف بڑھا دیا۔ بے صبری سے لفافہ کھولا اور ارمانوں پر اوس پڑ گئی، ہلکے گلابی رنگ کا وہ سوٹ جس کا کپڑا اس کے رنگ سے بھی ہلکا اور کم قیمت تھا۔ ایسا کپڑا تو وسائی کے لئے ہی لیتی ہوں گی اماں، سوٹ ہاتھ میں پکڑے ایک صدمے کی سی کیفیت میں کھڑی تھی۔

کیا ہوا پسند نہیں آیا اب میرے پاس تو اتنے ہی فالتو پیسے تھے۔ بنا دیا تمہیں نیا سوٹ۔ صبر شکر کر کے پہن لو اور ان لوگوں کی طرف دیکھو جن کو یہ بھی میسر نہیں، بچی جن کے سر پر والدین کا سایہ نہ ہو، وہ تو راستے کی دھول بن جاتے ہیں۔ تم تو خوش نصیب ہو کہ گھر کی چھت تمہیں میسر ہے۔ تم اپنوں کے درمیان رہ رہی ہو۔

نانی اماں، میری ماں آپ کی بیٹی تھی۔ آپ کو مجھ سے نہیں ان سے تو محبت ہوگی، اسی محبت کا خیال کر کے میرا احساس کر لیں۔

کیا کروں تمہارے لئے، کام بگاڑنے میں تم ماہر۔ ڈھیٹ اول درجے کی۔ اب ہر کوئی تو تمہاری شکایت کرتا ہے۔ کہاں کہاں ڈھال بنوں تمہارے لئے اور تمہارے لئے بول کر میں ان سب میں بری بنتی ہوں۔ آخر میں نے ان ہی کے ساتھ رہنا ہے اور چاہتی ہوں میرا آخری وقت عزت کے ساتھ گزر جائے اور تم گوری مجھے تم سے اتنی سی بھی امید نہیں کہ تم کبھی میرا خیال

رکھو گی۔ تم ہو تو میری بیٹی کی بیٹی مگر پوری کی پوری اپنی ددھیال پر پڑی ہو۔ نہ رنگت میں نہ صورت سیرت میں، کچھ بھی تو ہم سے نہیں لیا۔

وہ سوٹ اٹھا کر اپنے کمرے میں آ گئی تو میں خواہمخواہ بار بار یہ سوچتی تھی کہ میری جوتی صرف سو روپے میں آئی ہے۔ اس سوٹ کے مقابلے میں تو یہ خاصی قیمتی ہو گئی ہے۔ کمرے میں آ کر سوٹ بستر پر بچھا کر جائزہ لیا اور پھر کسی سوچ میں ڈوب گئی اور کچھ ہی دیر بعد جیسے مطمئن ہو کر سر اثبات میں ہلا دیا۔

اور پھر مینا بازار والے دن وہ یہی سوٹ پہن کر انتہائی مطمئن اور بے نیاز تھی۔ لڑکیوں نے کن نظروں سے دیکھا اور کیا کیا باتیں بنائیں اس نے جیسے کان بند کر لئے تھے۔ یا پھر یہ لوگ اسے اپنے قابل لگتے ہی نہیں تھے کہ ان کی باتوں کو توجہ سے سننے کی زحمت کر سکے۔

گوری اتنا قیمتی سوٹ اور جوتے تو پہنے ہیں۔ کلائی میں چوڑیاں بھی نئی ڈال لیتیں۔ یہ صائمہ تھی اس کی کلاس کی خاصی امیر اور مغرور لڑکی نے چوٹ کی تھی۔ اور آس پاس کھڑی ساری لڑکیاں ہنس پڑی تھیں۔

میرے پاس بس اتنے ہی پیسے تھے۔ بلا کا اطمینان اور سکون تھا گوری کے لہجے اور چہرے پر مگر یہاں قدر کرنے والا کوئی نہ تھا۔

اے رخشی خود تو بڑے خوبصورت کپڑے بنوائے ہیں اپنی کزن کو بھی لے دیتیں۔

میں نے کون سا خود خریدے ہیں میری ماما نے دلوائے ہیں۔ رخشی کسی لڑکی کی بات کے جواب میں کندھے جھٹک کر کہہ رہی تھی۔

رخشی تمہارے اس پروپوزل کا کیا بنا۔

پتہ نہیں میں نے دلچسپی نہیں لی۔ رخشی کا انداز ہنوز وہی تھا۔

آجکل رخشی اور سعدیہ کے کئی رشتے آ رہے تھے۔ ابھی کسی کی بات فائنل نہیں ہوئی تھی۔ مہمانوں کی خاطر تواضع کی وجہ سے گھر کا بجٹ بھی خراب ہو رہا تھا۔ اور گوری کا کام بھی خاصہ بڑھ گیا تھا۔ اس نے کبھی آنے والے مہمانوں سے ملنے کی کوشش نہیں کی۔ بس کچن کا کام نبٹاتی اور اپنے کمرے میں واپس آ جاتی۔ ان کے آنے والے رشتوں نے اماں کو کسی سوچ پر مجبور کر دیا تھا۔

لڑکیاں اب بڑی ہو گئیں ہیں انہیں اپنے اپنے گھر جانا ہے اور گوری اس کا کیا بنے گا۔ برسوں پہلے صفیہ کے بیٹے کے ساتھ نسبت طے کی تھی۔ تب گوری کی ماں بھی حیات تھی اور تین سالہ بچی کو بار بار لپٹا کر پیار بھی کرتی تھی۔ صفیہ کا بیٹا تھا ہی ایسا خوبصورت کہ ہر دیکھنے والا کہتا۔ گوری کا نصیب جو ایسا چاند مقدر میں لکھا گیا ہے۔ پھر صفیہ کی بہن جو میری بھاوج تھی۔ اپنے گھر بس نہ سکی۔ کہنے والے کہتے ہیں میرے بھائی کا سلوک اس کے ساتھ اچھا نہ تھا، اللہ جانے اچھا تھا یا برا۔ ہم تو اپنے ہی بھائی کو حق پر کہیں گے۔ جس روز طلاق ہوئی۔ اس کے بعد صفیہ پلٹ کر ادھر نہیں آئی۔ یہ بھی نہ سوچا کہ یہاں اس کے بیٹے کے نام پر ایک لڑکی بیٹھی ہوئی ہے۔ اماں نے فیصلہ کر لیا۔ دونوں

urdunovels.net

بیٹے سعید اور انور آتے ہیں تو ان سے بات کرتی ہوں۔ وہ صفیہ سے رابطہ کریں۔ آخر وہ لوگ چاہتے کیا ہیں۔ اب یہی عمر ہے جب لڑکیوں کے رشتے آتے ہیں اور ہم اسے سنان کے نام پر باندھے رکھیں تو اچھا نہیں ہوگا۔

اتنے برسوں بعد حسنہ آپا کے بیٹے سعید کا فون آیا تھا اور بہت سی پرانی یادیں بیدار ہوئی تھیں۔ بلکہ یوں کہنا مناسب ہوگا۔ کہ ایک بار پھر زخموں کے منہ کھل گئے تھے۔ اپنی بچی گوہر کی بات کر رہے ہیں یاد دلا رہے ہیں کہ بہت عرصے پہلے ہم نے سنان کے ساتھ اس کی بات پکی کی تھی۔ اور گوری کو اپنا بنا لیا تھا۔ کتنے بےحس کیسے ڈھیٹ لوگ ہیں۔ بھول ہی گئے ان کے ماموں امجد نے میری پھول سی بہن زاہدہ کے ساتھ کیا سلوک کیا تھا۔ اس سے پہلے ہمارے خاندان میں کبھی کسی بیٹی کی طلاق نہیں ہوئی۔ زاہدہ امجد کی برائی کا شکار ہوئی۔ ہر ستم اس نے سہا پھر جب اس نے طلاق کا داغ اس کی پیشانی پر لگا کر واپس میکے کی دہلیز پر بھیج دیا تو قصوروار زاہدہ ٹھہرائی گئی۔ ہمارے اپنے ہی خاندان نے یہ کہا، بیٹھی رہتی یہ دھبہ لگا کر واپس نہ آتی۔ مگر کیسے بیٹھی رہتی جب اس نیچ انسان نے طلاق دے دی۔ تو پھر کس قانون کے تحت وہاں ٹھہرتی۔ پیاری زاہدہ کی روتی سسکتی زندگی میری آنکھوں کے سامنے ہے اور یہ لوگ پوچھ رہے ہیں کہ تم گوری کی ڈولی لینے کب آ رہی ہو۔

گوری کی ڈولی آہ میری بہن زاہدہ بھی دلہن بنی تھی۔ اور بڑے ارمان لے کر میکے سے سسرال گئی تھی۔ پھر ذہن میں ایک جھماکہ سا ہوا بدلے کا یہی وقت ہے۔ کتنے سال انہوں نے زاہدہ مرحومہ کے لئے روتے بلکتے گزار دئے تھے بار بار یہی سوچا کرتی کاش زاہدہ میں تیرا بدلہ ان لوگوں سے لے سکتی۔ کمال ہے یہ بات میری سمجھ میں پہلے کیوں نہیں آئی جیسے ان لوگوں نے ہمیں تڑپایا۔ اس طرح ہم بھی انہیں تڑپا سکتے ہیں۔ جس طرح بے قصور زاہدہ کو طلاق ہوئی۔ اس طرح گوری بھی طلاق لے کر واپس

جائے گی اور ان کے فخر وغرور سے تنے سر جھک جائیں گے۔

جب فون آیا تھا کتنا غصہ سوار ہوا تھا مگر اب وہ بڑی خوش اور پرجوش تھی۔ مگر پتہ نہیں یہ خوشی کس طرح کی تھی۔ سر بھاری ہو رہا تھا اور طبیعت گری گری سی لگ رہی تھی۔ ایک گھنٹے بعد سنان گھر آیا۔ اقصی اپنی کسی دوست کی طرف گئی تھی۔ جواد نے نیا نیا بزنس سٹارٹ کیا تھا۔ اسے ویسے بھی کافی دیر ہو جایا کرتی تھی۔ سنان گھر آیا تو انہوں نے فوراً اپنے کمرے میں آنے کو کہا۔

ٹھہریں امی یونیفارم کی قید سے آزاد ہو جانے دیں، پھر حاضر ہوتا ہوں۔ اچھا جلدی کرو۔ میں جواد اور اقصی کے آنے سے پہلے تم سے ایک ضروری بات کرنا چاہتی ہوں۔ وہ اپنے کمرے میں آ کر اس کا انتظار کرنے لگیں۔ جوں ہی وہ آیا اپنے سامنے بیٹھنے کا اشارہ کیا اور بات زاہدہ خالہ کی بے آب و گیاہ زندگی سے شروع کی۔

امی آج آپ یہ بات کیوں دہرا رہی ہیں، جانتی تو ہیں مجھے زاہدہ خالہ سے کتنا پیار تھا۔ جب جب ان کے بارے میں سوچتا ہوں دل کی عجیب حالت ہونے لگتی ہے۔ ان کی بے بسی بہت افسردہ کر دیتی ہے مجھے۔

صرف بے بسی پر افسردہ ہو جانے سے کیا ہوتا ہے، اس کا مطلب تو یہ ہوا ناں کہ ہم سب بھی ان لوگوں کے سامنے زاہدہ کی طرح مجبور و بے کس ہیں، ہم ان کا کچھ نہیں بگاڑ سکتے۔

آپ حکم کریں امی میں تو ان لوگوں سے اتنی نفرت کرتا ہوں۔ کہ کچھ بھی کرنے کو تیار ہوں۔

بس یہی بات وہ سنان کے منہ سے سننا چاہتی تھیں۔ اسے جوش میں لانے کے لیئے ہی برسوں پرانی بات چھیڑی تھی۔ اب ساری بات بتا دی۔

امی یہ کسی طرح مناسب نہیں۔ وہ سن کر ہچکچا گیا۔

کیوں مناسب نہیں۔ جواب تپا گیا دیکھئے نا اس سے تو میری زندگی متاثر ہوگی۔ میں ایک ناپسندیدہ ہستی کے ساتھ کس طرح وقت گزاروں گا۔ میاں بیوی تو دکھ سکھ کے ساتھ ایک دوسرے کا سایہ ہوتے ہیں اور اس نے کہہ نفی میں سر ہلا دیا۔

تم نے ماں کو پتھر دل سمجھ رکھا ہے۔ وہ بیٹے کو برباد ہونے دے گی بھلا۔ یہ شادی تو بس انتقام لینے کے لئے کروا رہی ہوں۔ پھر اس کے بعد اپنے بیٹے کے لئے چاند سی دلہن لاؤں گی۔ وہ ایک گھنٹے تک اسے سمجھاتی رہیں۔ بار بار زاہدہ کا ذکر کرتی رہیں اور آخر قائل کر لیا۔

رات کے نو بج رہے تھے جب انہوں نے حسنہ بیگم کے ہاں فون کیا اور بتایا میں اور میرا چھوٹا بیٹا جواد کل آپ لوگوں کی طرف آ رہے ہیں۔ ان کے انداز میں کسی قسم کی ناراضگی نہیں تھی۔ حسنہ بیگم مطمئن ہو گئیں اور سکون کا سانس لیا۔ چلو گوری کا بوجھ تو سر سے ہٹا۔ صفیہ کا میاں اچھی پوسٹ پر تھا۔ تعلیم یافتہ فیملی میں بیاہی گئی تھی۔ صفیہ کا بیٹا بھی پڑھا لکھا اور اچھی ملازمت میں ہوگا۔ چلو ملازمت زیادہ اچھی بھی نہ ہوئی تو خیر ہے۔ کون سے گوری نے تخت پر بیٹھ کر راج کیا ہے۔ ڈانٹ ڈپٹ سن کر، چھوٹا موٹا پہن کر اور بچا کھچا کھا کر جینے کی عادی ہے۔ وہ جیسا بھی ہوا بڑے آرام سے گزارا کر لے گی۔ اور یہ بھی جانتی ہے اس کے پیچھے کوئی نہیں ہے۔ جہاں بیاہی جائے گی پھر سب مرنا جینا وہیں ہوگا۔ انہوں نے گوری کو بلایا اور اسے بتایا۔ اس کا رشتہ برسوں پہلے طے وہ چکا تھا۔

اب وہ لوگ کل ہماری طرف آ رہے ہیں۔ تم ذرا اچھے سے کپڑے پہن لینا۔ اور سنو مجھ سے پیسے لے کر چائے کے ساتھ کچھ چیزیں منگوا لینا۔

لوگ آ رہے ہیں اس کے حوالے سے اور اماں ان کی خاطر کر رہی ہیں تو گویا میں اتنی بھی بے حیثیت نہیں۔ میرے مہمانوں کا بھی احترام کیا جاتا ہے۔ یا پھر مہمان ہی اتنی پر اثر پرسنالٹی کے مالک ہیں کہ ان کی وجہ سے میری بھی عزت بن گئی ہے۔ یقیناً یہی بات ہے ورنہ میں کیا اور میری اوقات کیا۔ شکریہ بہت شکریہ آنے والے مہربانو تم یقیناً میرے لئے نجات دہندہ بن کر آ رہے ہو۔ میں دیدہ دل فرش راہ کئے تمہاری منتظر ہوں۔ وہ بے حد خوش اور مسرور تھی اب تک سمجھے بیٹھی تھی یہ گھر ایک پنجرہ ہے اور وہ اس میں قید و بے بس پنچھی ہے۔ پنجرے کا دروازہ کبھی نہیں کھلے گا۔ اس کی قید تا زندگی ہے مگر اب پتہ چلا، وہ آزاد ہوا ہی چاہتی ہے۔

urdunovels.net

پنجرے کا دروازہ کھلنے میں تھوڑی سی دیر باقی ہے۔

رشتہ تو طے ہے۔ اب تو یقیناً وہ شادی کی تاریخ لینے ہی آ رہے ہوں گے۔

اتنے سالوں کے بعد گوری کے سسرال والوں کی نیند کیسے ٹوٹ گئی۔ ضرور لڑکا نکما نالائق نکلا ہوگا۔ انہوں نے سوچا چلو بچپن کی مانگ تو محفوظ ہے۔ اب پڑی میں سے اسے ہی نکالیں اور نکمے لڑکے کا بوجھ سر سے اتاریں۔

سعدیہ آنے والے مہمانوں کی نوعیت جانتے ہی جل گئی تھی۔ گوری یہاں بھی نمبر لے گئی۔ خاندان کی تمام لڑکیوں سے پہلے اس کا رشتہ طے ہوا ہے اور اب شادی بھی سب سے پہلے ہو رہی ہے۔ ہونہہ سسرال والے آئیں گے تو دیکھیں گے۔ بہو بیگم میں رنگ کے علاوہ اور خوبی نہیں۔

جل جل کر وہ اپنی سانولی رنگت سیاہ کر رہی تھی اور اب جب سب لاؤنج میں بیٹھے تھے تو وہ اسے نیچا دکھانے کو مسلسل اس کے ہونے والے دولہا اور سسرال والوں کا مذاق اڑا رہی تھی۔

گوری کے چہرے پر وہی جامد کیفیت تھی کچھ سمجھ میں نہیں آتا تھا وہ ان لوگوں کی آمد پر خوش ہے یا ناخوش اور سعدیہ کی باتیں اسے غصہ دلا رہی ہیں، پریشان کر رہی ہیں یا وہ کوئی اثر ہی نہیں لے رہی اور سعدیہ اس کے یوں نظر آنے پر آگ بگولہ ہو کر بولتی چلی جا رہی تھی۔

کل جب وہ لوگ آئیں گے تو انہیں بھی نمک بھرے پکوڑے کھلانا تاکہ تمہارا اسگھڑ پن ان پر ظاہر ہو۔ انعام نے چوٹ کی۔ وہ دل ہی دل میں ہنس پڑی۔

ارے موٹو وہ تو صرف تمہارے لیے تھے اور تم جیسوں کے لیے۔ بظاہر وہ میگزین لے کر بیٹھ گئی۔

وہ جو میری کلاس میں صائمہ پڑھتی ہے۔ ارے وہی جو بہت امیر ہے اور جیولری بہت خوبصورت پہن کر آتی ہے۔ رخشی سعدیہ کو بتانے لگی۔ ہاں کیا ہوا اسے

کچھ نہیں اسے کیا ہونا ہے۔ بتا رہی تھی آج کل اس کے تو اسمارٹ سے کزن شادی کے قابل ہو گئے ہیں۔ رخشی نے ہنس کر شاید صائمہ ہی کے لفظوں میں بتایا۔

اچھا پھر اب کے سعدیہ کو دلچسپی پیدا ہوئی۔

بڑے والے میں تو صائمہ خود انٹرسٹڈ ہے۔ دونوں کی تصویریں لائی تھی۔ بڑا والا بہت اچھی پرسنالٹی کا مالک ہے۔

اے ایس پی ہے اور بہت جچتی ہے اس پر وردی۔ چھوٹا بھی اچھا خاصا ہے۔ اور چہرے سے ذرا شوخ سا لگتا ہے۔ صائمہ کہہ رہی تھی ہے بھی شوخ و شنگ، اس کی بیوی کی تو ساری زندگی ہنستے ہنستے ہی گزر جائے گی۔

اچھا یہ سب تم مجھے کیوں بتا رہی ہو

ایسے ہی گوری کے رشتے کی بات ہو رہی تھی مجھے صائمہ یاد آ گئی ویسے سعدیہ یہ صائمہ عام سی صورت کی لڑکی ہے۔ قد بھی خاصا چھوٹا ہے۔ مگر خود پر محنت بہت کرتی ہے۔ اور اس کی محنت

ضائع بھی نہیں جاتی کافی چمکتی دمکتی دکھائی دیتی ہے کالج میں۔

ارے چھوڑو اتنی قیمتی جیولری، بیگ اور امپورٹڈ جوتے ہم پہن لیں تو اس سے زیادہ چمکتے دمکتے دکھائی دیں۔ سعدیہ ایک بار رخشی کے ساتھ کالج گئی تھی اور صائمہ کو دیکھ چکی تھی۔ یوں بھی کسی کی تعریف وہ برداشت نہیں کر سکتی تھی۔

صائمہ وہ لڑکی ہے جو گوری پر آتے جاتے اکثر چوٹ کر جاتی، اس کے پرانے یونیفارم جوتے اور فائل سب ہی کا مذاق اڑاتی۔ اور شاید اپنے چھوٹے قد اور عام سے رنگ وروپ کی وجہ سے وہ اونچی لمبی سفید رنگت والی گوری سے حسد بھی کرتی تھی۔ وہ کلائی میں کیسے خوبصورت مہنگے بریسلٹ ڈال کر آتی۔ چوریاں بھی بہت نازک اور نفیس پہنتی مگر آج تک کسی نے یہ نہیں کہا، تمہاری کلائی میں یہ کتنا اچھا لگ رہا ہے۔ جبکہ گوری کی عام سی سیاہ چوڑیاں کتنی شہرت رکھتی تھیں۔

صبح گوری کالج نہیں گئی۔ وسائی کے ساتھ مل کر گھر کی صفائی کی۔ سچ تو یہ ہے اس گھر میں صفائی بس سامنے سامنے سے ہی ہوا کرتی تھی۔ وسائی کام چور تھوڑا کپڑا مارا تھوڑی جھاڑو لگائی اور کام ختم۔ آج گوری نے ڈھیروں کے حساب سے کوڑا کرکٹ نکالا۔ گھر میں ممانیاں تھیں یا اماں، دونوں ممانیاں اسے یوں کام میں جتے دیکھ کر ہنستی رہیں اور طنز کرتی رہیں کہ سسرال کی آمد پر لڑکی کس قدر خوش ہے۔

ارے کبھی ہمارے کہنے پر تو یوں کام نہیں کیا۔ وہ سنی ان سنی کیے لگی رہی اپنے کام میں۔

شام کو وہی کئی بار کا پہنا ہوا نیلا جوڑا نکال کر استری کیا اور دل کو سمجھایا، کئی بار کا پہنا ہوا ہے تو کیا ہوا، ان کے رہی ہوں۔ اور دیکھنے میں تو نیا ہی لگتا ہے۔ بس تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ شادی کے سامنے تو پہلی بار ہی پہن بعد میرے پاس رنگ برنگ خوبصورت قیمتی کپڑوں کا ڈھیر ہوگا۔ سب ہی ایک سے بڑھ کر ایک بڑھیا اور قیمتی، تب میں یہاں آتے ہوئے خوب تیار ہو کر آیا کروں گی اور زیادہ نہیں ٹھہروں گی، بس تھوڑی دیر بیٹھے پھر کہیں سیر پر نکل گئے۔ کئی سال ہو گئے میں تو کبھی سیر پر بھی نہیں گئی۔ اپنا شہر بھی نہیں دیکھا چلو خیر کوئی بات نہیں۔ اب تو تھوڑے دنوں کی بات ہے۔ وہ آج خود سے بہت باتیں کر رہی تھی۔

بار بار کچن کا چکر لگا کر تسلی کرتی کہ جو پیٹیز، کیک اور کباب اس نے چھپا کر رکھے ہیں۔ وہ ثاقب وغیرہ نے نکال تو نہیں لیے، ہر بار اطمینان ہوتا کہ جوں کے توں پڑے ہیں۔

وہ لوگ دیے ہوئے وقت پر آ گئے تھے، نئے ماڈل کی اچھی گاڑی تھی اور خود بھی خاتون، لڑکی اور لڑکا اچھے لباس اور آداب سے آشنا دکھائی دیتے تھے۔ انہیں دیکھ کر سعدیہ وغیرہ کو شدید مایوسی ہوئی۔ ان کا تو خیال تھا کہ رکشے میں بیٹھ کر آئیں گے۔ اور ہوں گے بس سادہ سے مڈل کلاس کے شوباز سے لوگ۔ جیسا کہ لڑکے کا رشتہ لے کر جانے والے سب ہوتے ہیں۔ اماں، صفیہ سے بہت محبت سے ملیں۔ وہ بھی اچھے طریقے سے ان کی خیریت پوچھتی رہیں۔ دونوں ممانیاں بھی ان کی امارت کے بارے میں جان کر کچھ گم صم سی بیٹھی تھیں، وہ ملیں تو انہیں بھی اخلاق نبھانے کو جاگنا پڑا اور چستی سے

بیٹھنا پڑا۔لڑکی کا نام اقصیٰ تھا وہ کافی ماڈرن دکھائی دیتی تھی۔رنگ بہت صاف تو نہیں مگر پیاری لگ رہی تھی کہ کپڑے بہت اچھے اسٹائلش سلے تھے۔اور بالوں کی کٹنگ بھی اپنے چہرے کے حساب سے کروا رکھی تھی۔لڑکا جس کا نام جواد تھا۔خاصا ہینڈسم اور تیز طرار دکھائی دیتا تھا۔اور سچ تو یہ ہے کہ پہلی نظر میں رخشی، راضیہ وغیرہ کو بھا گیا تھا۔گوری کا ہونے والا دیور ہے۔یقینا بڑا بھائی بھی ایسا ہی ہوگا۔واہ کیا نصیب ہیں گوری کے۔سب ہی جل جل گئیں۔اور یہ بھی سوچا چھوٹے بھائی کے ساتھ ہمارا نصیب بھی جڑ سکتا ہے اور اسی خیال نے سب کو اخلاق نبھانے پر مجبور کر دیا۔وہ نہ صرف یہاں مجبور ہیں بلکہ ہنس ہنس کر ان مہمانوں کے ساتھ باتیں کرتی رہیں۔کچھ دیر بعد نیلے سوٹ میں ملبوس گوری چائے لے کر آئی اور بڑے اعتماد اور دھیمی مسکراہٹ کے ساتھ ان سب کو سلام کیا۔اس کا اعتماد اور مسکرا کر ان سب کو دیکھنا ایک لمحے کے لیے تو صفیہ کو کچھ سوچنے پر مجبور کر دیا۔

یہ لڑکی تو بہت با اعتماد دکھائی دیتی ہے کیا میرے رعب میں آسکے گی۔مگر دوسرے ہی لمحے وہ کہاوت یاد آ گئی، دلہن وہی جو پیا من بھائے، جس کی بیک پر شوہر نہ ہو وہ تو لکھ سے لکھ ہوتی ہے اور یہ لڑکی تو مضبوط میکہ بھی نہیں رکھتی۔

اقصیٰ نے بھی کچھ خاص گرم جوشی کا مظاہرہ نہیں کیا۔وہ ماں کے منصوبے سے تو لاعلم تھی، مگر یہاں رشتہ نہیں چاہتی تھی۔اس کی اپنی کزن صائمہ سے بہت دوستی تھی۔اور وہ اسے ہی اپنی بھابی بنانا چاہتی تھی۔جواد کا انداز بے حد گرم جوش اور دوستانہ تھا۔وہ اسے دیکھ کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔حال احوال دریافت کیا اور بولا۔

امی کہہ رہیں تھیں آپ کی نانی نے جتنی بار آپ کا فون پر تذکرہ کیا آپ کو گوری کہہ کر مخاطب کیا۔مگر یہ

نہیں سوچا تھا کہ آپ واقعی اتنی گوری ہوں گی۔نیلے رنگ پر یہ اجلا چہرہ مجھے آسمان پر چاند کا گمان ہو رہا ہے۔گوری ہنس پڑی اور بولی۔

میرا نام تو گوہر ہے۔بس بگڑ کر گوری پڑ گیا۔

بگڑ کر نہیں بلکہ جس نے بھی آپ کو پہلی بار اس نام سے پکارا ہوگا بہت درست پکارا ہوگا۔آپ کو دیکھ کر یہی خیال آتا ہے کہ نام گوری ہونا چاہیئے۔

یہ کیک لیجئے آپ۔وہ اس سے باتوں میں لگا تھا اور سعدیہ نے چائے بنانا شروع کر دی تھی جبکہ رخشی اسے کیک پیش کر رہی تھی۔

ان لوگوں کے جانے کے بعد بھی انہیں کا تذکرہ رہا۔اور گوری کو یوں لگا، جتنی اہمیت اسے آج ملی ہے، اس سے پہلے کبھی نہیں دی گئی۔وہ اس کے لئے آئے تھے اور سارا گھران کے آگے، ان کی پرسنلٹی کی بدولت بچھ جانے پہ مجبور تھا۔رخشی اور سعدیہ اب جواد کے خواب دیکھ رہی ہیں۔اسے اپنانے کی کوشش میں ہیں۔اور جواد کا بڑا بھائی سنان بن مانگے ہی خدا نے مجھے دے دیا ہے۔واقعی اللہ بےنیاز ہے وہ جسے چاہتا ہے عطا کرتا ہے۔

کتنے اچھے لوگ ہیں وہ ایجوکیٹڈ اور مہذب، یہ گوری تو ان میں جا کر بلکل گنوار لگے گی۔

سعدیہ دل کی جلن کم کرنا چاہ رہی تھی۔

تو اور کیا یہ اس قدر ڈھیٹ اور بدتہذیب ہے وہ لوگ تو سر پکڑ کر روئیں گے۔خاص کر سنان مجھے تو اس پر بہت ترس آ رہا ہے۔اسے سنانے کو وہ ایسی ہی باتیں کر رہی تھیں۔

یہ نہیں جانتی تھیں اسے اپنی برائی کی پرواہ نہیں یہ باتیں تو بچپن سے سنتی آ رہی ہے اسے تو ان لوگوں کی تعریف خوش کر رہی ہے۔آخر وہ اب اس کے اپنے ہیں۔کل گوری سنان کے نام سے ہی پہچانی جائے گی۔

وہ لوگ شادی کی تاریخ جلدی چاہ رہے ہیں، صفیہ بڑا دردمند دل رکھتی ہے۔کہہ رہی ہے مجھے پتا ہے۔بچی آپ لوگوں کے زیر کفالت رہی ہے۔خاصا خرچ کر چکے ہیں۔آپ اس پر۔ہم اب جہیز وغیرہ کا مطالبہ

کر کے آپ پر مزید بوجھ نہیں ڈالیں گے بس جلد آ کر اپنی امانت لے جائیں گے۔

ممانی صالحہ کو ساری باتوں میں ایک ہی بات پسند آئی اور وہ بار بار بتا رہی تھیں۔

خیر اب ایسی بھی کوئی بات نہیں گوری کا بڑا ماموں لندن میں ہے۔میں آج ہی اس سے فون پر بات کرتی ہوں۔اور کہتی ہوں کہ جہیز کے لئے کچھ رقم بھیج دے۔ویسے گوری کی ماں کا اچھا خاصا زیور میرے پاس رکھا ہے۔جو ہم نے ڈالا وہ بھی اور جو سسرال سے ڈالا گیا تھا وہ بھی میرے ہی پاس رکھا ہے۔اب یہ سارا گوری کے کام آئے گا۔ایک سیٹ اسے ڈال دیں گے۔دوسرے سے کپڑے برتن وغیرہ آئیں گے۔

اماں خاصی مطمئن تھیں اور گوری کو بھی سن کر تسلی ہو گئی تھی۔

نانی نے اگلے روز بڑے ماموں کو لندن فون کروایا اور ساری بات سامنے رکھی مگر جواب مایوس کن تھا۔ان کا بیٹا آجکل کوئی بزنس سٹارٹ کرنے والا تھا۔وہ رقم نہیں دے سکتے تھے۔

گوری نے سنا تو دل ٹوٹ گیا۔

ہائے اب کیا ہوگا۔کس طرح جہیز بنے گا۔وہ خاموش کھڑی اماں کو دیکھ رہی تھی۔

چلو کوئی بات نہیں انہوں نے کون سا مطالبہ کیا ہے۔جتنا ہم سے بن سکا دیں گے۔زیادہ کی امید لگا کر تو وہ بیٹھے نہیں ہیں۔

نانی خود کلامی کے انداز میں گویا ہوئی تھیں اور گوری نے بھی اثبات میں سر ہلا دیا تھا۔

خدا بہت مہربان ہے اس نے اچھے لوگوں میں تم جیسی بے آسرا کا نصیب جوڑا ہے۔ہم لوگ کل سنان کو دیکھنے جا رہے ہیں۔میری فون پر صفیہ سے بات ہوئی تھی۔کہہ رہی تھی پولیس کی ملازمت میں مصروفیت بہت ہے۔مگر آپ شام کے وقت آ جانا۔گھر پر ہی رہے گا۔

کون کون جا رہا ہے اماں اس نے ازحد دلچسپی سے پوچھا۔

میں تمہارے بڑے ماموں، چھوٹی ممانی۔

کیا بڑی ممانی اور چھوٹے ماموں نہیں جائیں گے

نہیں اتنے لوگوں کو لے کر جانا مناسب نہیں لگتا۔اسی لیے تمہارے بڑے ماموں کو لیا ہے۔اس کی بیوی نہیں جائے گی اور چونکہ چھوٹے ماموں نہیں جا رہے۔اس لیے اس کی بیوی

جاری ہے۔

میرا خیال ہے شادی کی تاریخ بھی کل ہی رکھ دی جائے گی پھر اس کے بعد تم کالج جانا چھوڑ دینا اور اپنے کپڑوں کی سلائی کی طرف دھیان دینا۔

اپنی شادی کے کپڑے میں خود سیوں گی میری سلائی تو اتنی اچھی نہیں ہے۔

اوہو جو عام سے کپڑے ہوں گے۔ وہ تو سی سکتی ہو۔ دوپٹوں پر گوٹا ٹپا لگانے کا ہی بڑا کام ہوتا ہے۔ کم از کم وہی کر لینا۔ اس نے اثبات میں سر ہلایا۔

وہ لوگ صفیہ کے ہاں گئے۔ واپسی پر بہت زیادہ مطمئن تھے۔ بڑے ماموں کہہ رہے تھے لڑکا تو ہمارے اندازوں سے بھی بڑھ کر ہے۔

اور چھوٹی ممانی کا کہنا تھا گوری کسی طرح بھی اس گھر اور اس لڑکے کے قابل نہیں۔ وہ بہت سمجھدار، با اعتماد اور رکھ رکھاؤ والا لڑکا ہے گوری ہمارے خاندان کی ناک کٹوائے گی۔

یہ سب سن کر گوری بہت خوش تھی۔ اسے خود پر پورا یقین تھا۔ میں ہر طرح کے ماحول میں خود کو ڈھال سکتی ہوں اور وہ تو میرے مہربان ہیں۔ مجھے جو کہیں گے وہی مانوں گی۔

دوسری طرف چھوٹی ممانی کچھ اور ہی سوچ رہی تھیں۔ اگر گوری کی جگہ رخشی ان کے ہاں بیاہ دی جائے تو بھلا اس میں کیا قباحت ہے بلکہ یہ تو ان لوگوں پر احسان ہوگا کہ ہم ایک پھوہڑ لڑکی کے بجائے سلیقہ مند خوبصورت خوب سیرت لڑکی ان کے بیٹے کو دیں گے۔ سچ تو یہ سنان کی صورت ذہن پر جم کر رہ گئی ہے۔

اتنا اچھا لڑکا ہاتھ سے نکل جائے۔ اس سے بڑی بدنصیبی اور کیا ہوگی۔

رات کو انہوں نے میاں سے بات کی تو وہ بولے۔

کیا بات کرتی ہو بیگم اماں بتا رہی ہیں۔ دو ماہ بعد یعنی مارچ کا مہینہ طے ہو چکا ہے۔ اب صرف تاریخ

رکھنا باقی ہے اور اس کے لیے وہ لوگ جمعہ کو آ رہے ہیں۔ اب ہم گوری کی بجائے دوسری لڑکی کی بات کر دیں یہ کسی طور مناسب نہیں۔ یوں بھی گوری اپنی رخشی سے زیادہ خوبصورت ہے۔ وہ لوگ بھی نہیں مانیں گے کہ فی زمانہ سب سے زیادہ اہمیت صورت کو ہی دی جاتی ہے۔

گوری میری بیٹی سے زیادہ خوبصورت ہے ملک صاحب مجھے لگتا ہے آپ کی نگاہ پہلے سے زیادہ کمزور ہوگی ہے چشمہ بدلوائیں اپنا۔ وہ بہت برا مان گئی تھیں۔

اپنی اولاد ہر ماں کو حسین تر دکھائی دیتی ہے میرے نزدیک بھی میری بیٹی شہزادیوں سے کم نہیں مگر ہمارے اس طرح کہہ دینے سے سچائی بدل نہیں سکتی۔ یہ سچ ہے کہ گوری ہمارے گھر کی سب لڑکیوں میں اپنے قد بت اور رنگت کی وجہ سے زیادہ خوبصورت دکھائی دیتی ہے۔

ہونہہ پھیکا شلجم تاڑ جیسا قد اور اس پر عقل نام کو نہیں جس گھر جائے گی وہ سر پکڑ کر اپنے نصیب کو روئیں گے۔

چلو جو بھی ہو۔ اب ہم صرف دعا ہی کر سکتے ہیں۔

نہیں آپ کوشش تو کریں وہ بضد تھیں۔

شوہر نے صاف انکار کر دیا مگر وہ سوچے بیٹھی تھیں۔اب جو صفیہ بیگم آئیں گی تو ان کے سامنے گوری کی خوب برائیاں کریں گی۔رخشی کی بات صاف طور پر تو نہیں کر سکتیں۔اشارہ دے دیں گی اس بات کی تو پوری کوشش ہو گی کہ تاریخ ابھی طے نہ ہونے پائے تاکہ انہیں کچھ وقت مزید مل جائے منصوبہ مکمل تھا۔

صفیہ کی آمد پر اماں جان کو اطلاع ذرا دیر میں دینا ہے۔بھابھی بیگم کو کسی بہانے ادھر اُدھر کر کے تنہائی میں صفیہ سے بات کرنا ہے۔مگر یہ گوری کی قسمت جس روز انہوں نے تاریخ رکھنے آنا تھا چھوٹی ممانی کا رشتے کا بھائی روڈ ایکسیڈنٹ میں زخمی ہو کر ہاسپٹل پہنچ گیا اور انہیں فوراً عیادت کو جانا پڑا۔

گوری کی تاریخ طے ہو گئی۔واپسی پر سب ہی بہت خوش دکھائی دیے کہ ادھر سے مٹھائی بہت اچھی آئی تھی اور وہ بس آہ بھر کر رہ گئیں سب نے ان کی اداسی کی وجہ بھائی کی بیماری کو سمجھا۔

اماں نے گوری سے کہہ دیا تھا اب کالج جانا چھوڑو اور جہیز بنانے میں لگو۔مگر وہ اب یہ سوچے بیٹھی تھی کہ تعلیم بہت ضروری ہے ان کا گھرانہ صرف پڑھا لکھا بلکہ اچھا خاصا ایڈوانس بھی دکھائی دیتا ہے۔ساتھ چلنے کے لئے میرے لیے یہ لازمی ہے کہ تعلیم مکمل کروں۔اب بھی پڑھتی رہوں گی۔شادی کے بعد بھی جاری رکھوں گی اور امتحان ضرور دوں گی۔

شادی کی شاپنگ چھوٹی ممانی اور بڑی ممانی نے کی۔اس کے کپڑے سلنے کے لیے پروین کی ماں کو دے دیئے گئے جس کا اسے کافی دکھ تھا۔لو بھلا جہیز کے اتنے قیمتی کپڑے اور سی رہی ہیں پروین کی اماں وہ تو ترپائی اتنی موٹی کرتی ہیں جیسے سوئی سے نہیں سوئے سے کی گئی ہو۔

دو ہفتے کے بعد پروین کی اماں نے سب کپڑے تیار کر کے بھجوا دیے گوری بہت شوق سے اپنے کپڑے دیکھنے اماں کے کمرے میں آئی اور کپڑے دیکھ کر دل ٹوٹ گیا۔بھلا اس طرح کے کپڑے جہیز میں رکھے جاتے ہیں جب پروین کی ماں اپنی پروین کی شادی کرے گی تو اس سے کہیں اچھے قیمتی کپڑے بیٹی کو جہیز میں دے گی۔وہ روانکھی ہو رہی تھی۔

ہاں یقیناً دے گی کہ وہ اس کی ماں ہے۔تم یہ کیوں بھول جاتی ہو گوری کہ تم بن ماں کی بچی ہو۔

تمہاری نانی نہ تو لمبی چوڑی جائیداد کی مالک ہے نہ ہی اس نے کوئی خزانہ دبا رکھا ہے۔میرے پاس جتنی رقم ہے اس میں سب خرچ پورا کرنا ہے۔کپڑے تمہارے ممانیوں نے بنوا کر دیئے ہیں۔واویلا مت کرو۔جس طرح پہلے خاموشی سے یہاں وقت گزارا ہے اب جو چند دن رہ گئے ہیں وہ بھی گزار لو۔

میں ان کپڑوں کو پہنوں گی بھی نہیں۔بری کے کپڑے استعمال کروں گی۔اس نے منہ بنا کر سامنے پڑا ہرا سوٹ پرے پھینکتے ہوئے کہا۔

جو جی میں آئے کرنا اس وقت خاموش رہو۔

تمہاری ممانیاں سن لیں گی تو برا مانیں گی۔اب تم اس گھر میں چند روز کی مہمان ہو یہ دب

بغیر کوئی ہنگامہ کھڑا کیے گزار دو تو تمہاری مہربانی ہوگی۔

پہلے میں نے کون سے ہنگامے کیے ہیں

جب تمہارا موڈ خراب ہوتا ہے۔کھانا یا تو بالکل پھیکا پکاتی ہو یا نمک مرچ تیز کر دیتی ہو۔ کبھی وقت پر نہیں پکاتیں کبھی جلا دیتی ہو اب ایسی حرکتیں نہ کرنا اور سنو۔سسرال میں اگر کوئی بات بری لگے تو خاموشی سے سہہ جانا۔جوابی کاروائی کے طور پر یہ سب مت کرنا جو یہاں کرتی ہو۔بیٹی یہ بات یاد رکھنا وہ تمہارا آخری ٹھکانہ ہے۔اپنے مرد کے دل میں جگہ بنانے کی کوشش کرنا اور پھر ایک دن ایسا بھی آئے گا کہ راج تمہارے ہاتھ میں ہوگا۔

اماں وہ لوگ تو بہت اچھے ہیں۔

ہاں بیٹا وہ بہت اچھے ہیں مگر تم بڑی احمق ہو مجھے تمہاری طرف سے دھڑکا ہی لگا ہوا ہے۔

آپ فکر نہ کریں اماں میں اس گھر کو اپنا گھر ہی سمجھوں گی۔

نہیں بیٹا وہ تمہارے سسرال کا گھر ہوگا جہاں تمہاری ساس کی حکومت ہوگی۔تم بس اس کی حکومت کو تسلیم کر لینا اور اس کی ہر بات مانتی رہنا۔تم اس گھر کی مالک تب بنو گی جب تمہارے بچے اس قابل ہو جائیں گے کہ تمہارے سائے میں بیٹھنے کے بجائے تمہیں اپنے سائے میں بٹھا سکیں۔

یوں تو بہت دیر ہو جائے گی اماں

ہاں گوری دیر تو واقعی ہو جائے گی اور ایسا صرف تمہارے ساتھ تو نہیں ہے۔سب کے ساتھ ہوتا ہے۔حکومت کے لیے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے،یوں سمجھو تیز دھوپ میں ننگے پنڈے چلنا پڑتا ہے بس نگاہوں کے سامنے آنے والے وقت کی خوبصورت تصویر رکھو اگر ایسا نہیں کرو گی تو راستے میں ہی تھک جاؤ گی۔ویسے صفیہ اچھی عورت ہے۔میرا خیال ہے تمہارا سفر بہت آسان ہوگا اور اگر شوہر عقل والا ہو تو بھی راستے کے کانٹے بہت حد تک نکل جاتے ہیں۔

سنان مجھے ایسا ہی لگا ہے۔عقل والا وفا شعار اور شریف یہ شریف مرد بھی ایک نعمت ہوتا ہے اور یاد رکھو یہ نعمت بہت ہی کم کسی کے حصے میں آتی ہے جسے ایسا مرد مل جائے وہ بہت نصیب والی ہوتی ہے۔

اس کا مطلب ہے۔میں بہت بخت آور ہوں اماں وہ بہت خوش تھی۔

ہاں مجھے بھی ایسا ہی دکھائی دے رہا ہے۔تم ان کپڑوں کو دیکھ کر دل میلا مت کرو۔اللہ تمہیں بہت دے گا۔جاؤ انہیں لے جا کر سنبھال کر رکھو۔

اس نے بڑی فرمانبرداری کے ساتھ سر اثبات میں سر ہلا دیا اور کپڑے اٹھا کر چلی گئی۔

وہ تو اب کالج کم کم ہی جا رہی تھی کہ شادی میں بس ایک مہینہ رہ گیا تھا۔رخشی سے خبریں ملتی رہتی تھیں۔وہ بتا رہی تھی آج کل صایمہ بہت اداس ہے اپنے جس کزن کو چاہتی تھی۔اس کا رشتہ کہیں اور طے ہو گیا ہے اور صایمہ اسے اپنی ممانی کی سازش قرار دیتی ہے۔کہتی ہے ممانی نے جان کر میرے ساتھ یہ ظلم کیا ہے اور اپنے بیٹے کا رشتہ کہیں اور طے کر دیا ہے۔

اسے اتنی امیدیں باندھنے کی ضرورت ہی کیا تھی گوری نے بغیر متاثر ہوئے کہا تھا۔

محبت کی نہیں جاتی ہو جاتی ہے۔ اب اگر صائمہ بے چاری کے دل میں اپنے کزن کے لیے نرم گوشہ تھا تو اس میں کیا برائی تھی مگر یہ لڑکوں کی مائیں بڑی ہی ظالم ہوتی ہیں۔ بیٹیوں کے رشتے کبھی ان لڑکیوں سے نہیں کرتیں جو ان کے بیٹیوں کو چاہتی ہیں۔

وہ سب تبصرے کرتی رہیں۔ گوری نے پھر کچھ نہیں کہا۔ وہ اپنے دوپٹے پر سنہری بیل ٹانکتی رہی۔

نانی بھی ادھر آ بیٹھیں اور لڑکیوں سے بولیں۔

شادی پر آنے والے مہمانوں کی لسٹ بنا لو تا کہ کارڈ ڈالنے میں آسانی رہے۔

مگر وہ اچھا کہہ کر بھی نہیں اٹھیں۔ گوری کی شادی وہ بھی اتنی اچھی جگہ پر ان کے تو دل جل رہے تھے بھلا کسی کام میں حصہ کیوں لیتی۔ دونوں ممانیوں کا بھی یہی حال تھا۔ انعام اور ثاقب بھی مصروف تھے

صرف دونوں ماموں اور اماں تھے جو دل لگا کر سب نمٹا رہے تھے۔

اماں بہت بوڑھی تھیں۔ اتنا دم نہیں تھا کہ بھاگ دوڑ کر سکتیں لہذا ان کے حصے کے کام گوری کو خود ہی کرنے پڑ رہے تھے۔

لسٹ نہیں بن سکی۔ کارڈ شادی سے چار روز پہلے ثاقب نے لا کر دیئے حالانکہ یہ کام دس روز پہلے ہو جانا چاہیے تھا۔

اب اتنے دنوں میں کس کو بلائیں کسے چھوڑ دیں ڈاک کا نظام ویسے بھی کچھ اچھا نہیں۔ دور کے شہروں میں اپنے والوں کو تو ملیں گے بھی نہیں۔ ماموں کو غصہ آ رہا تھا بیٹے پر۔

بڑے ماموں بولے ثاقب مہمانوں کی لسٹ بناؤ جو دور کے شہروں میں رہتے ہیں انہیں فون بھی کر دو تا کہ گلہ نہ رہے کیونکہ یہ کارڈ تو اب وقت پر ملنے سے رہے۔ مگر ثاقب نے صرف اثبات میں سر ہلایا پھر بھول بھال گیا۔

بہت کم لوگ شامل تھے اس شادی میں۔ گوری کی سہیلیاں تو تھیں نہیں۔ رخشی وغیرہ نے اپنی دوستوں کو بھی نہیں بلایا۔ کیا فائدہ ہر کوئی دیکھ کر گوری کے دولہا کی تعریف کرے گی۔ اس کی قسمت پر رشک کرے گی۔

بارات وقت پر آئی اور ان کی طرف سے بھی کچھ زیادہ لوگ شامل نہیں تھے۔ اماں اور دونوں ممانیاں استقبال کے لیے کھڑی تھیں اور آج صفیہ بیگم کا مزاج انہیں حیران کر گیا۔ دونوں ممانیوں کو تو سکون ہو گیا مگر اماں بے سکون ہو گئیں بے چاری بچی انہیں شاید اس سے پہلے اپنی نواسی پر اتنا ترس بھی نہیں آیا تھا۔ دولہا کی اماں کا پھولا ہوا منہ دیکھ کر لڑکیوں کو منع کر دیا گیا کہ وہ دولہا یا اس کے گھر والوں سے کسی قسم کا مذاق نہ کریں۔ وہ وجہ پوچھتی رہیں اماں نے کچھ بتایا نہیں۔ گوری کو رشتے کی ایک بھابھی گھر پر ہی دلہن بنا رہی تھیں جب بری والا اٹیچی کیس کمرے میں لایا گیا تو اس نے تیار کرنے والی بھابھی کا ہاتھ روک کر کہا۔

ٹھہریں بھابھی پہلے میں بری دیکھوں گی۔

اور اس کے بچوں جیسے اشتیاق پر وہ ہنس پڑیں۔ وہ بھلا کیسے جان سکتی تھیں۔ برسوں

urdunovels.net

پرانے کم قیمت کپڑے پہننے والی یہ لڑکی دل میں کیا کیا ارمان رکھتی ہے۔ گوری نے اٹیچی کھول کر ایک ایک جوڑا دیکھنا شروع کیا اور اس کا جی چاہا۔ پھوٹ پھوٹ کر رو دے۔

اس شادی سے صاف انکار کر دے کہ وہ اپنے ازلی ڈھیٹ پن کا مظاہرہ کرتے ہوئے۔

جاؤ چلے جاؤ ہم نے نہیں کرنی تم جیسے کنجوس مکھی چوس کے ہاں شادی۔

ارے ایسے جوڑے تو ملازموں کی یہاں شادی کے موقع پر مالک لوگ دیا کرتے ہیں۔

ارے ہم نے تو سنا تھا بڑے امیر لوگ ہیں۔ یہ بری کس طرح کی لائے ہیں۔ بھابھی منہ بنا کر ایک ایک سوٹ پر تبصرہ کر رہی تھیں مذاق اڑا رہی تھیں اور گوری کا چہرہ ہمیشہ کی طرح پھر سپاٹ ہو گیا تھا۔ ہر احساس مٹ چکا تھا۔ صاف دھلی سلیٹ کی مانند وہ دیکھتی آنکھوں کے ساتھ بھی وہ اندھی بنی بیٹھی تھی۔

دلہن بن کر وہ کیسی لگی کس نے کیا تبصرہ کیا اس نے سنا نہیں۔ وہ بغیر کوئی آنسو بہائے خاموشی سے نانی کا گھر چھوڑ کر ساس کے گھر آ گئی۔ اک بینام سی خاموشی تھی جو شاید ماحول میں نہیں بلکہ گوری کے اندر تھی۔

جواد کے قہقہے اس سے کہیں مختلف اور سجا سجایا۔ وہاں ایک ڈھیلی سی چارپائی پر اس کا پرانا سا بستر اور یہاں ڈبل بیڈ کور بہت پیارا تھا اور یہ بستر بہت آرام دہ تھا۔

کمرے میں بٹھا کر سب چلے گئے تھے اور وہ بڑی سہولت سے سر اٹھا کر ادھر اُدھر دیکھ رہی تھی۔

ارے دائیں جانب دیوار پر لگی تصویر اسے حیران کر گئی اور اس حیرت میں اسے آنے والے کی خبر نہ ہو سکی۔ گھونگھٹ الٹے وہ پلکیں جھپک جھپک کر تصویر دیکھ رہی تھی۔

ارے کچھ ایسی ہی تعجب سے بھرپور آواز آنے والے کی بھی تھی تب وہ چونکی اور بیساختہ ہنس کر بولی۔

تو یہ آپ ہیں۔

اور یہ آپ ہیں کالی چوڑیوں والی۔ ستان کو اس کی گوری کلائی اور کالی چوڑیاں اکثر یاد آتی رہی تھیں۔ کتنی عجیب بات ہے ناں وہ خوش تھی بے حد خوش اور اسی خوشی میں یہ فراموش کر چکی تھی کہ وہ پہلی رات کی دلہن ہے اور سامنے اس کا دولہا بیٹھا ہے مگر ستان کو اچانک ہی یاد آ گیا پھر اس کے اور گوری کے درمیان والدہ زاہدہ خالہ اور ادی آ کھڑی ہوئیں یہ شادی تو عارضی ہے میں اپنے بیٹے کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔

چاند اور کیا ہو گا۔ اس نے بغور گوری کے سجے سنورے روپ کو دیکھا اور پھر ماں کی کہی باتیں جیسے کمرے میں گونجنے لگیں اور کسی نے کہا۔

دل ایک طرف کر دو اس کے معاملات اس عورت کے لئے نہیں ہیں۔ یہ بس ملکیت ہے اسے ملکیت سمجھو اور ضروری تو نہیں کہ اس فعل میں دل کو بھی شامل کیا جائے۔ انسان سو گیا اور پیچھے صرف مرد رہ گیا اور کمزور عورت رہ گئی۔ مرد نے انسان کو سلانے کے بعد عورت کے ہر

احساس کو کچل دیا۔تم تاوان ہو تم ملکیت ہو اور تم اس کلی کی مانند ہو جس کا نصیب ظالم ہاتھ میں آ کر مسلے جاتا ہے۔

یہ رات جتنی کرب انگیز تھی اتنی تو شاید اس سے پہلی زندگی میں کبھی نہیں آئی تھی۔اس نے خواب نہیں بنے تھے وہ آئیڈیل پرست لڑکی تو نہیں تھی۔مگر اسے لگا جیسے اس سے پہلے کی تمام عمر خواب بنتے ہی گزاری تھی اور آج تمام خواب ٹوٹ گئے ہیں وہ خالی ہاتھ خالی دل لیے اکیلی کھڑی ہے۔

یہ آخری پناہ گاہ ہے۔اسے اماں کے الفاظ بار بار یاد آ رہے تھے۔

صبح ناشتا لے کر ملازمہ آئی مگر ساتھ میں سنان کی امی بھی تھیں۔گوری نے سلام کیا۔

انھوں نے اس

کے سپاٹ چہرے پر کچھ تلاش کرنے کی کوشش کی مگر بری طرح ناکام ہوئیں۔

سنان کہاں ہے۔کچھ جھنجھلا کر پوچھا تھا۔

شاور لے کر ابھی آتے ہیں۔آواز بھی ٹوٹی بکھری نہیں تھی۔بڑا نارمل سا انداز تھا۔

تم ناشتا کرو سنان ہمارے ساتھ کرلے گا

جواب میں اس نے کچھ نہیں کہا نا ہی اس کے چہرے پر حیرت ابھری۔

میں کہہ رہی ہوں تم ناشتا کرلو۔اب کے سختی سے کہا۔

میں نے سن لیا ہے۔

پھر کر کیوں نہیں رہیں۔

اس سے پہلے کہ جواب میں وہ کچھ کہتی سنان تولیے سے سر رگڑتا باہر آ گیا ماں پر نظر پڑی تو مسکرا کر سلام کیا۔

آؤ۔سب ناشتے کے لیے بیٹھے تمہارا انتظار کر رہے ہیں۔اس نے ایک نظر یہاں موجود ٹرالی پر ڈالی مگر پھر کچھ کہے بغیر ماں کے ساتھ کمرے سے چلا گیا۔گوری نے کچھ سوچا پھر گہرا سانس کھینچ کر ٹرالی اپنے قریب کرلی۔اس نے پیٹ بھر کر کھایا۔ابھی چائے پی رہی تھی کہ سنان کمرے میں آ گیا۔اسے یوں اطمینان سے بیٹھے ناشتا کرتے دیکھ کر وہ یقیناً حیران ہوا تھا شاید اس کا خیال ہوگا کہ وہ چپکے چپکے رو رہی ہوگی یا پھر گم صم کیفیت میں بستر پر بیٹھی ہوگی مگر یہاں کچھ بھی تو ایسا نہیں تھا۔ٹرالی کی حالت بتا رہی تھی اس نے ڈٹ کر ناشتا کیا ہے۔

امی کہہ رہی ہیں۔کپڑے بدل کر تیار ہو جاؤ ہمارے کچھ ملنے والے آئیں گے۔وہ اس سے نظر ملائے بغیر کہہ رہا تھا۔

جواب میں کچھ کہے بغیر وہ بستر سے اٹھی۔بری کے کپڑوں میں سے سب سے پھیکے رنگ کا سوٹ نکالا اور بیڈ پر رکھ دیا۔اب تو اسے میکے کے کپڑے بہت بہتر دکھائی دے رہے تھے۔خاص کر وہ شرارہ جو کل پہنا تھا اور گلابی ساڑھی آج اسے میکے والے بہت اپنے لگ رہے تھے وہ ان سب کے لئے اداس تھی۔ملنا چاہتی تھی ان سے۔

کیا یہی جوڑا ملا ہے پہننے کو۔سنان کو کوفت ہوئی۔

آپ کی طرف کے سب جوڑوں میں یہی بہتر ہے۔اس نے بتایا اور اس کا جتانا رائیگاں نہیں گیا وہ واقعی کچھ شرمندہ ہوا تھا اور اسی لیے فوراً کمرے سے نکل گیا تھا۔

اس نے یہی جوڑا پہنا زیور بھی صرف ایک سیٹ جو ان کی طرف کا تھا میک اپ کرنا اسے نہیں آتا تھا کہ کبھی یہ سب چیزیں اس کے استعمال میں رہی ہی نہیں تھیں لپ اسٹک لگا کر آنکھوں پر آئی پنسل لگائی اور پھر آ کر بیٹھ گئی۔تھوڑی دیر گزری تھی کہ جواد اور اقصیٰ آ پہنچے۔

اوہو بھابھی جاگ گئیں آپ آپ کا دن بھی میری طرح بہت جلدی چڑھتا ہے۔

وہ بہت خوش تھا۔ہنس کر بات کرتے ہوئے اقصیٰ کی طرف دیکھا تھا مگر اقصیٰ روٹھی روٹھی گوری کے پاس آ کر بولی۔

امی نے کہا تھا۔تیار ہو جائیں آپ اسی طرح بیٹھی ہیں مہمان بس آنے والے ہیں۔

مجھے میک اپ کی ضرورت ہی نہیں ہے اللہ میاں نے خود ہی کر کے بھیجا ہے جواد نے بڑے اچھے لہجے میں تعریف کی تھی مگر یہ تعریف بھی اس کے چہرے کی سنجیدگی توڑ نہیں سکی۔

اقصیٰ خود اس کا میک اپ کرنے لگی۔

صفیہ اور سنان اکھٹے کمرے میں آئے۔صفیہ نے اقصیٰ کو اس کے ساتھ مصروف دیکھا تو بولیں۔

تمہیں کیا ضرورت پڑ گئی تھی۔کیا اور کوئی کام نہیں رہ گیا

امی انہیں میک اپ کرنا نہیں آتا اس لیے میں کر رہی ہوں۔

نہیں آتا تو نہ سہی تم ملازمہ تو نہیں ہو اس کی۔

امی اقصیٰ بہت حیران ہوئی تھی۔

جاؤ جا کر کچن دیکھو۔سنان کے کہنے پر اقصیٰ سب سمیٹ کر چلی گئی۔

جواد تم یہاں بیٹھے کیا کر رہے ہو۔اب توجہ ادھر تھی۔

میں بھابھی سے باتیں کر رہا تھا

کیوں آج آفس نہیں جانا تم کو۔

کمال ہے آج بھائی کے ولیمے کے روز میں آفس جاؤں گا۔

ہاں اٹھو تیاری کرو۔ولیمے کا فنکشن شام کو ہے۔اس وقت تم جا سکتے ہو اور سنان تم تیار ہو جاؤ میری دوست اور ان کی بچیاں آ رہی ہیں ناراض ہیں کہ بارات میں کیوں نہیں لے کر گئے میں نے کہہ دیا دلہن کے عزیزوں میں فوتگی ہو گئی تھی۔اس لیے ہم صرف چند قریبی عزیزوں کے لے کر گئے اور سادگی کے ساتھ لڑکی لے کر آ گئے۔

کس بے رحمی سے انہوں نے کہہ کر گوری کی جانب دیکھا تھا مگر اب بھی اس کے چہرے پر وہ کچھ دیکھنے میں ناکام رہی تھیں جس کی انہیں توقع تھی۔

چلو آؤ تم لوگ۔وہ دونوں لڑکوں کے ساتھ باہر نکل گئیں۔

اس کا جی چاہا سارا میک اپ دھو ڈالے اور بالکل سادہ چہرے کے ساتھ ساس کے

مہمانوں کے سامنے جا کر ان لوگوں کو شرمندہ کر دے۔ مگر اماں کی نصیحت سسرال میں وہ حرکتیں مت کرنا جو یہاں کرتی رہی ہو۔ وہ بس ٹھنڈی سانس بھر کر رہ گئی۔

شادی کے صرف ایک ہفتہ بعد گھر کے بہت سے کام اس کے سر پر آ پڑے تھے۔ حکم امی کا ہوتا وہ بس ایک ملازمہ کی طرح تعمیل کو حاضر رہتی۔ تعلیم مکمل کرنے کا خواب بس خواب ہی ہو چلا تھا۔ جواد مزاج کا بہت اچھا تھا۔ اقصیٰ کی اپنی بہت سی مصروفیات تھیں مگر اس کے باوجود اس کے ساتھ اچھی طرح پیش آتی تھی۔ مگر کسی کام کو ہاتھ لگانا شان کے خلاف سمجھتی تھی۔ اس نے بتایا تھا میری ایک کزن بھائی کو بہت پسند کرتی تھی میری بھی اس سے بہت دوستی ہے اور خواہش تھی کہ بھابھی بن کر وہی ہمارے گھر آئے مگر امی کو اچانک پتا نہیں کیا سوجھی جو آپ کو لا کر میرے اور صائمہ کے خواب چکنا چور کر دیے۔ وہ بڑی بے رحمی سے ہر بات کہہ دینے کی عادی تھی اور گوری نے شاید قسم کھا رکھی تھی منہ سے ایک لفظ نہیں نکالے گی۔

سنان کی مصروفیت شاید پہلے ہی بہت زیادہ تھی یا اب اس کی وجہ سے رات گئے گھر آنے لگا تھا۔ دن بھر کے کام کاج کے بعد ہو اتنی تھکی ہوتی کہ بمشکل ہی اس کے انتظار میں خود کو جگا سکتی۔ وہ گھر آتا اس سے کھانے کے بارے میں پوچھتی۔ جواب میں عام طور پر نفی میں ہوتا۔ وہ چینج کرنے چلا جاتا واپس آتا تو یہ سو رہی ہوتی۔

صبح بھی ایک افراتفری کا عالم ہوتا۔ امی نماز پڑھنے سے فارغ ہو کر فوراً ان کے دروازے پر دستک دے ڈالتیں۔ سنان تو سویا رہتا وہ اٹھ کر دروازہ کھولتی تو کاموں کی ایک لمبی فہرست اس کی منتظر ہوتی۔

امی کے لیے دلیہ سنان کے لیے توس اقصیٰ صبح جوس ضرور لے گی جواد دیر سے بیدار ہوتا ہے اور ڈٹ کر بھاری ناشتا کرنے کا عادی ہے۔ اس کے لیے پراٹھا بنا لینا۔ آملیٹ اسے پسند نہیں۔ تھوڑا قیمہ بھون لو اور سنو۔ آلو بخارا لا کر رکھا ہے اس کی چٹنی بھی بنا لو۔

کچن کی صفائی اچھی طرح کر دینا۔ ملازمہ کام چور ہے۔

ٹھیک سے کام نہیں کرتی۔ آج کپڑوں کی دھلائی بھی ہو گی۔ پردے وغیرہ بھی اتار کر دھو لینا۔ صوفوں کے بیک بھی میلے ہو رہے ہیں۔

وہ کہتی جاتیں گوری پورے اطمینان سے سب سنتی رہتی کبھی پلٹ کر یہ نہیں پوچھا آخر یہ ملازمہ کس مرض کی دوا ہے۔ صبح سے شام کس طرح ہو جاتی ہے اس کی سمجھ میں نہیں آتا تھا اٹھی تو سورج طلوع ہو رہا تھا اور جب کام ختم کر کے سر اٹھاتی تو پتا چلتا۔ سورج کب کا جا چکا اب رات کی تاریکی پھیل رہی ہے۔

پھر ایک روز چند مہمانوں کے آنے کی خبر ملی۔ امی نے اسے آج معمول سے زیادہ ڈشز بنانے کا آرڈر جاری کیا۔ اقصیٰ بہت خوش تھی اور بتا رہی تھی۔ آج

صائمہ آ رہی ہے۔ امی نے سنان سے کہا تھا کہ آج جلدی آنے کی کوشش کرے۔ دوپہر کو لنچ سب اکٹھے کریں گے۔ جی بھائی جان آج تو ضرور ٹائم نکالیں۔ جب سے شادی ہوئی ہے آپ کی مصروفیات میں اضافہ ہو گیا ہے ورنہ پہلے شام ہوتے ہی گھر آ جاتے تھے۔ اور امی

کی گود میں سر رکھ کر کتنا لاڈ اٹھوایا کرتے تھے۔ لوگ تو شادی کے بعد مزید شوخ ہو جاتے ہیں اور آپ ہیں کہ بجھ کر رہ گئے ہیں۔ اقصی گوری کی موجودگی میں بھائی سے خفگی کا اظہار کر رہی تھی۔

ہاں سنان اقصی ٹھیک ہی تو کہہ رہی ہے۔ تم پہلے کی طرح اب کیوں وقت پر گھر نہیں آتے۔ تم نے گھر کے کسی بھی مسئلے میں دلچسپی لینا چھوڑ دی ہے۔ اپنے باپ کی وفات کے بعد کم عمر ہونے کے باوجود تم میرے لیے حوصلہ مند بن گئے تھے۔ ہر مسئلہ تم نے اپنے سر لیا۔ اور بڑی خوبی سے حل کیا۔ ہم سب تمہاری توجہ کے عادی ہیں بیٹا مگر تم اب بہت خاموش اور الجھے الجھے دکھائی دیتے ہو۔

ایسا کچھ نہیں ہے امی ایک تھکی سی پھیکی مسکراہٹ اس کے ہونٹوں پر آئی تھی۔ ذرا توقف کے بعد بولا۔ ٹھیک ہے آج میں جلدی آنے کی کوشش کروں گا۔

نظر اٹھائی تو گوری اسی کی طرف دیکھ رہی تھی۔ اس نے نگاہ کا زاویہ بدل لیا کہ بیوی سے نظر ملانے کا حوصلہ اس میں نہیں تھا۔ وہ گھر دیر سے آتا تھا تو اس کی وجہ یہ پرکشش لڑکی ہی تھی۔ جو اس کی ہوتے ہوئے بھی اس کی نہیں تھی۔ صبح امی کے حکم کے مطابق سب ناشتہ اکٹھے کرتے تھے۔ ایک دو بار اتفاق سے گوری اس کے ساتھ والی کرسی پر بیٹھ گئی تو امی نے کڑی نگاہ سے دیکھا تھا۔ مجرم نہ ہوتے ہوئے بھی وہ شرمندہ ہو گیا تھا۔

وہ صفیہ کا بڑا بیٹا تھا۔ شادی کے چار سال بعد بڑی منتوں مرادوں کے بعد پیدا ہوا تھا۔

باقی سب بچوں کی نسبت ہمیشہ ہی صفیہ کی زیادہ توجہ اس پر رہی جب بچہ تھا تو پیار لیتا تھا۔ بڑا ہوا تو اس سے محبت طلب کرنے لگیں۔ شوہر کی وفات کے بعد تو وہ بہت حساس ہو گئی تھیں۔ یہ

برداشت ہی نہیں کر سکتی تھیں کہ سنان انجانے میں ہی سہی ان کی ذرا سی بھی حکم عدولی کرے۔

اسے ماں کے احساس کا پورا پورا اندازہ تھا۔ اور سچ تو یہ ہے کہ وہ بھی ان سے محبت کرتا تھا۔ ان کی بات کو ایمان سمجھتا تھا۔ کئی بار ایسا ہوا انہوں نے کچھ ایسا حکم دیا جو اس کے خیال میں غلط تھا۔ مگر وہ سر تسلیم خم کر کے رہ گیا۔ ماں ہائی بلڈ پریشر کی مریضہ تھیں اور سنان کوئی بات ٹال جاتا تو فوراً طبیعت خراب ہو جاتی۔ جب کہ اس کے برعکس جواد اور اقصی اکثر اپنی مرضی کر جاتے تھے اور صفیہ محسوس بھی نہیں کرتی تھیں۔ وجہ یہ ہے کہ ان بچوں سے اس نے کوئی توقعات نہیں باندھی تھیں۔ سنان کو کئی بار گوری کا خیال ڈسٹرب کرتا۔ آفس میں ہوتا تو اس کے بارے میں سوچتا رہتا۔ اس نے دیکھا تھا کہ اس کے کئی کولیگ آفس آتے ہی بیوی کو فون ضرور کرتے تھے۔ جب نئی نئی شادی ہوتی تھی تو ان کی بے چینی دیکھنے کے قابل ہوتی تھی۔ مگر اس نے بھی ایسا نہیں کیا تھا۔ ماں نے شروع سے ہی اسے یہ بات جتا دی تھی۔ گوری ان کے ہاں چند روز ٹھہرنے والی مہمان ہے۔ اسے سزا کے طور پر یہاں رکھنا ہے پھر واپس لوٹا دینا ہے۔ تم اس سے دور رہو یہی بہتر ہے۔ مگر وہ مرد تھا اور گوری وہ عورت جو مکمل طور پر اس کی دسترس میں تھی،

وہ اکثر بہک جاتا تھا۔اور بعد میں پچھتاتا کہ جب بھی قریب گیا۔دل میں آگ اور بھی بھڑکی تھی۔

اسے گوری پر شدید حیرت تھی۔ وہ کیسی لڑکی تھی۔اس کی سرد مہری اور بےحسی پر کبھی احتجاج نہیں کیا۔اگر وہ اس سے بیگانہ بن گیا تھا تو اس نے بھی کبھی اپنا بنانے کی کوشش نہیں کی۔ یہ تو سنان کو یقین تھا اگر وہ ایسا کرے گی بھی تو ناکام ہوگی مگر بحیثیت ایک عورت اور ایک بیوی اسے احتجاج کا حق تھا۔وہ آنسو بہا کر اس کے قریب آ کر لفظوں سے اشاروں سے اپنی محبت بےبسی اوران محرومیوں کا ذکر کر سکتی تھی جو یہاں آ کر اس کا مقدر ٹھہرا دی گئی تھیں مگر یوں لگتا تھا اسے سنان کی کوئی پرواہ نہیں ہے۔اور یہ بات مرد کی انا پر کاری ضرب لگاتی تھی۔کئی بار رات میں جب وہ

کروٹ پر کروٹ بدلتی تو اندازہ ہوتا۔سارا دن کام کاج کے بعد بھی اس کا تھکا ہوا بدن نیند کی مہربان آغوش سے محروم ہے۔اور وجہ برابر میں لیٹا یہ نظر انداز کرنے والا مرد ہے۔اور سنان کا سارا جسم کان بن جاتا۔شاید اب وہ کچھ کہے۔شاید وہ بےبسی کے شدید احساس کے ساتھ رو پڑے۔اور اس کا ہاتھ پکڑ کر بھیک مانگ لے۔مگر ایسا کچھ نہ ہوتا۔اور سنان کا انتظار کوفت میں بدل جاتا۔اور اسے گوری پر شدید غصہ آتا۔اور صرف اسے ستانے کی خاطر وہ اسے اس حق سے محروم کر کے خود بھی انگاروں پر لوٹتا جو اس کا شرعی حق تھا۔

اسے طوفان میں گھری وہ لڑکی اچھی طرح یاد تھی جس کی گوری کلائی میں پڑی کالی چوڑیوں نے اسے ڈسٹرب کر دیا تھا۔وہ لڑکی بہت بولتی تھی اور ہر بات بڑے اعتماد اور بےخوفی سے کرتی تھی۔اس کے گھر میں اتری تو بھی آج تک سنان نے خوف کی پرچھائیں اس کے چہرے پر نہیں دیکھی۔

سنان یہ گوری کس قسم کی لڑکی ہے۔شاید امی بھی اس کی چپ سے الجھن میں تھیں۔

میں سمجھا نہیں کیا پوچھنا چاہ رہی ہیں آپ وہ سمجھ تو گیا تھا مگر اس سے سننا چاہتا تھا۔

شادی کے بعد صرف ایک بار میکے گئی ہے وہ بھی ولیمے سے اگلے روز صرف تمہارے ساتھ، صبح تم لوگ گئے شام کو واپس آ گئے ۔اس کے بعد دوبارہ ہم نے اسے وہاں نہیں بھیجا۔ اور اس نے جانے کا نام بھی نہیں لیا۔کبھی تم سے تو کہتی ہوگی۔

نہیں مجھ سے کبھی بات نہیں ہوئی۔

عجیب ہے لڑکی اور وہ لوگ عجیب تر ہیں۔ان کے ہاں شادی سے پہلے جب بھی گئی،اس کی نانی نے یہی تاثر دیا کہ وہ اس سے بے حد محبت کرتی ہیں۔گھر کے باقی افراد بھی ہمیں عزت دیتے رہے۔اور عزت اس کے حوالے سے دی جاتی تھی۔مگر اب سب بھول ہی بیٹھے ہیں کہ ان کی کوئی لڑکی بیاہ کر ہمارے ہاں آئی ہے۔

صفیہ پر جھلاہٹ سوار تھی۔یوں لگتا تھا منصوبہ ناکام ہوگیا ہے،وہ تو گوری کو ستا کر رلا کر ان سے بہن کا

انتقام لینا چاہتی تھیں۔مگر وہ سب تو جیسے بےحس تھے۔انہیں کچھ بھی محسوس نہیں ہو رہا تھا۔

یہ آپ کی چائے اور دوا۔ گوری ایک بار پھر حاضر ہوئی۔

یہ چائے ہے اس قدر کالی، تمہیں اب تک یہ علم نہیں ہو سکا کہ میں چائے کس طرح کی پسند کرتی ہوں۔

انہوں نے کپ اٹھا کر فرش پر پھینک دیا۔ کچھ چائے گوری کے پاؤں پر پڑی۔ گرم چائے نے پاؤں جلا دیا۔ تکلیف کی شدت سے اس کی آنکھیں آنسو سے بھر گئیں مگر سسکیوں کو اس نے بڑی خوبی سے دبا لیا اور آنسو بھی پلکوں کی باڑھ پار نہیں کر سکے اور اس کے لئے یہ کام کچھ نیا تو نہیں تھا۔ ماموؤں کے گھر میں بھی ضبط کی منزلیں طے کرتی ہی رہی تھی۔

امی کیا ہو گیا تھا آپ کو وہ چلی گئی اور افسوس کے عالم میں سنان کے منہ سے یہ جملہ نکل گیا جبکہ وہیں موجود اقصیٰ بھی حیران تھی۔

کچھ نہیں ہوا ہے مجھے خبردار جو تم اس چڑیل کی حمایت میں ایک لفظ بھی بولے۔ میں دیکھ رہی ہوں بہت حمایت کرنے لگے ہو تم اس کی۔ بلڈ پریشر بڑھ گیا تھا۔ سنان کی ذرا سی بات پر اور وہ خوب شور کر رہی تھیں سنان معافی مانگ رہا تھا۔ صفائی پیش کر رہا تھا۔ مگر وہ کچھ بھی سننے کو تیار نہیں تھیں۔

اپنی تکلیف کے باوجود گوری کو بہت کام کرنا پڑا۔ بار بار جی چاہتا کھانا خراب کر دے مگر یہ آخری پناہ گاہ وہ کھونا نہیں چاہتی تھی۔

بھابی جلدی کرو۔ کیا آرام سے کھڑی ہولے ہولے ہاتھ ہلا رہی ہو۔ امی کہہ رہی ہیں مہمان آنے والے ہیں اور ہمارے کپڑے استری کرنے والے رکھے ہیں وہ چولہا بند کر کے باہر آ گئی۔ آئرن اسٹینڈ کے قریب ہی جواد کرسی پر بیٹھا اخبار پڑھ رہا تھا۔ اسے لنگڑا کر چلتے دیکھا تو پوچھا اس نے یہ بتایا چائے گر گئی تھی۔ یہ نہیں بتایا کہ کس سے گری تھی وہ کپڑے استری کرنے لگی تو بولا۔

آپ کچن کا کام کر رہی تھیں۔ اقصیٰ سے کہتیں وہ یہ کام خود کر لیتی۔ اور پھر دوبارہ کسی خبر میں گم ہو گیا۔

وہ ان کے کپڑوں سے فارغ ہوئی تو سوچا اپنے بھی کپڑے استری کر لے پھر شاید یہ وقت نہ ملے۔ کمرے میں آ کر وارڈ روب کھولی اور سامنے وہی کپڑے تھے۔ جن کے بارے میں شادی سے پہلے اس نے سوچا تھا۔ کبھی نہیں پہنے گی۔ نئے کپڑے بنوائے گی قیمتی اور خوبصورت۔

زندگی تیرے بارے میں میرے خواب بہت تھے۔ ان ہی میں سے چاکلیٹ کلر کا سوٹ نکال کر وہ ایک بار پھر آئرن اسٹینڈ پر آ کھڑی ہوئی۔ مہمانوں کی آمد سے پہلے پہلے وہ بہت سا کام نمٹا چکی تھی۔ کمرے میں آ کر کپڑے بدلے اور ہلکی سی لپ اسٹک لبوں پر لگالی۔ جب وہ اس کام سے فارغ ہو کر پلٹی تو سنان اس سے خاصے فاصلے پر مگر کمرے میں موجود تھا۔

آپ کب آئے بے اختیاری اس کے لبوں سے یہ فقرہ ادا ہو گیا مگر پھر جواب کا انتظار کئے بغیر وہ باہر آ گئی۔ سجے سجے سے روپ سے زیادہ سنان نے اس کے پاؤں کی طرف دیکھا

تھا کہ وہ ننگے پاؤں جو تھی۔ اور کوئی دوا اس نے پاؤں پر لگا رکھی تھی۔ شاید زیادہ جل گیا ہے۔ اسے افسوس ہوا تھا۔ جب اقصیٰ کے ماموں کی فیملی ان کے ہاں آئی تو ملنے سے پہلے یہ بات گوری کے گمان میں بھی نہ تھی کہ اقصیٰ کی دوست اور کزن اس کی کلاس فیلو صائمہ ہو گی۔

ڈرائنگ روم میں چائے لے کر آئی۔ ماموں ممانی کو سلام کیا۔ روکھا پھیکا جواب موصول ہونے کے بعد وہ اقصیٰ کے ساتھ بیٹھی اس لڑکی کی طرف مڑی تھی۔

اوہ گوری تم صائمہ کے انداز میں حیرت تھی۔ پھر حیرت کی جگہ حقارت نے لے لی۔ کلاس میں وہ ہمیشہ گوری کی سادگی اور غریبی کا مذاق اڑاتی آئی تھی اور وہی گوری اس سے سنان کو جدا کر گئی تھی۔ اس کے تمام خواب چکنا چور کرنے کا سبب بن گئی تھی۔

کیا تم ایک دوسرے کو جانتی ہو صفیہ نے اپنی بھانجی صائمہ سے پوچھا تھا۔ جبکہ گوری چائے بنانے میں

مصروف ہو چکی تھی۔

جی ہاں یہ محترمہ ہماری کلاس فیلو ہیں بلکہ اپنی عادات اور مزاج کی وجہ سے سارے کالج میں جانی پہچانی جاتی تھیں۔ ممانی جان ان کے آجانے سے آپ کے گھر میں تو خوب ہی رونق ہو گئی ہو گی۔ ہر وقت ان کی حرکتوں کی وجہ سے خوب قہقہے لگانے پر مجبور ہو جاتے ہوں گے۔

اے کیا مطلب ہے بھئی وہ پوری طرح متوجہ ہوئیں تھیں اور باقی سب کا بھی یہی حال تھا۔ صائمہ نمک مرچ لگا کر ایسے قصے سنانے لگی کہ اسے پوری طرح سے احمق ثابت کیا جا سکے۔ باتوں کے دوران وہ خوب ہنس رہی تھی۔

سنان نے گوری کی طرف دیکھا تو یوں لگا، وہ بالکل سن ہی نہیں رہی ہو صفیہ طنزیہ انداز میں اسے دیکھ کر مسکرا رہی تھی۔ اور وہ بڑے سکون سے کیک کے پیس بنا رہی تھی۔ چائے سرو کرنے کے بعد وہ کچن میں چلی گئی کی ابھی کچھ ہی دیر بعد کھانا میز پر لگانا تھا۔

یہ لوگ شام تک یہیں رہے اور اس نے تمام وقت کچھ تو کاموں کی وجہ سے اور کچھ صائمہ کی باتوں سے بچنے کے لیے کچن میں گزرا۔ اقصیٰ اسے بتا چکی تھی کہ وہ صائمہ کی شادی سنان سے کرنا چاہتے تھے اور اب سنان کی امی ہر وقت جتاتی رہتی ہیں کہ تم یہاں ہمیشہ کے لئے نہیں لائی گئیں ہم سنان کی دوسری شادی ضرور کریں گے۔

اگر مجھے یہاں سے جانا ہی ہے۔ یہ گھر میرا ہو نہیں سکتا تو پھر میں یہاں کیوں کس لئے ان کی ملازمہ بنی ہوئی ہوں۔ جو ستم کل مجھ پر ہونا ہے وہ آج کیوں نہیں۔ آج اگر اس گھر کو چھوڑوں گی تو کچھ بن ہی جاؤں گی۔ تعلیم مکمل کر کے اپنے پیروں پر کھڑی ہو سکوں گی مگر دیر میرے لیے نقصان کا باعث ہو گی مجھے ایک بار پھر اسی ماحول میں لوٹ جانا چاہیئے جو کبھی بھی میرے لئے آئیڈیل نہیں رہا۔ جہاں میرا کچھ بھی نہیں ہے۔ مگر میں وہاں قید بھی نہیں اور میں آزادی سے سانس لے سکتی ہوں۔

صفیہ اس کے میکے والے کبھی پوچھنے آئے ہیں اسے صفیہ کی بھابھی گوری کے بارے میں بہت سے سوال کر رہی تھی۔ اب ان کا موڈ کافی بہتر تھا کہ صفیہ نے بتایا تھا گوری کو صرف

انتقامی کاروائی کے لیے یہاں لایا گیا ہے۔اور بہت جلد اسے چلتا کریں گے۔

ان لوگوں کے رویے پر تو میں بھی حیران ہوں۔ پلٹ کر لڑکی کی خبر نہیں لی۔اب سوچ رہی ہوں ایک دو روز کے تک اسے میکے بھیجوں گی۔تا کہ یہ بتائے تو سہی سسرال میں اس کے ساتھ کیا سلوک ہو رہا ہے۔

فون نہیں آتے ان لوگوں کے

نہیں نہ کبھی انہوں نے زحمت کی ہے نہ اسے خیال آیا ہے۔وہ کچھ جھنجھلاہٹ میں تھیں گوری کی اس بےنیازی پر۔

پھوپھی جان یہ ایسی ہی لڑکی ہے۔بے حس اور ہٹ دھرم۔اپنی مرضی کرنے والی۔کسی کی باتوں کی اسے کوئی پرواہ نہیں ہوتی۔آپ نے سنان کی شادی اس سے کر کے بہت غلطی کی ہے۔

خیر طلاق کا لفظ تو ضدی سے ضدی عورت کو بھی قدموں میں ڈھیر کر دیتا ہے۔جس خاندان میں طلاق یافتہ لڑکی ہو، وہاں اس کا دکھ نسلوں تک محسوس کیا جاتا ہے۔میں گوری کو یہ داغ ضرور لگاؤں گی۔

یہ سنان کے قابل ہی نہیں ہے۔صائمہ نے منہ بنایا۔

صبح ناشتے کی میز پر صفیہ نے اس سے کہا تھا تم تیاری کر لو دو تین روز کے لیے تمہیں میکے بھجوا رہی ہوں۔سنان نے سوالیہ انداز میں ماں کی جانب دیکھا۔

تم نہیں صرف گوری جائے گی ڈرائیور کے ساتھ۔انہوں نے اس کا سوال سمجھ لیا تھا۔

گوری نے کمرے میں آ کر خاصا بھاری بیگ تیار کر لیا کہ وہ اب واپسی کا ارادہ نہیں رکھتی تھی۔فیصلہ مشکل اور کڑا تھا مگر وہ تو بچپن سے تپتی دھوپ کی عادی تھی اور جان پر بہت عذاب سہے تھے۔اس نے یہ جان لیا ساری عمر بھی ان کی خدمت کرتی رہے تو دل موم نہیں ہوں گے۔وہ صرف انتقامی کاروائی کے لیے

لائی گئی ہے۔

اتنا بھاری بیگ صفیہ نے اس کے سامان کو حیرت سے دیکھا۔

جواب کی اس نے ضرورت نہیں سمجھی، بغیر کچھ کہے بیگ اٹھا کر باہر نکل گئی اس کی بدتمیزی پر صفیہ کا بلڈ پریشر بڑھنے لگا گھر میں صرف اقصیٰ ہی تھی وہ اسے آوازیں دینے لگیں ساتھ میں گوری کی اس بدتہذیبی پر برا بھلا کہنے کا سلسلہ بھی جاری تھا۔

وہی گھر اور وہی لوگ یہاں رخصت ہوتے ہوئے کتنے خواب تھے اس کی آنکھوں میں، وہ کیا کیا سوچ کر گئی تھی اور آج کس دل کے ساتھ واپس آئی تھی۔

گوری آئی ہے، گوری آ گئی، اماں گوری ہمارے گھر آئی ہے۔

ارے اس قدر پذیرائی، ہر طرف اس کا نام تھا اور سب کتنی خوشی کا اظہار کر رہے تھے۔وہ حیران سی برآمدے میں کھڑی تھی۔اور اپنے نام کی پکار پر کچھ مبہوت سی تھی۔

ارے تم یہیں کیوں رک گئیں چھوٹی ممانی نے آ کر زبردستی گلے لگا لیا۔حال پوچھا پھر

انعام کو آوازیں دینے لگیں کہ آکر اس کا سامان اندر رکھو۔

ارے اتنے دن کے بعد چکر لگا ہے ہم نے دو بار فون کیا مگر شاید فون خراب تھا لوگوں کا۔

بڑی ممانی بھی لپک جھپک آئیں تھیں، اماں کے کمرے میں پہنچنے سے پہلے پہلے رخشی سعدیہ اور ناہید بھی اس سے مل چکی تھیں۔

انعام باہر جا کر سنان کو تو لاؤ۔ گوری تم رہی ناں بھولی کی بھولی اسے باہر ہی چھوڑ کر خود اندر آگئیں، کیا سوچتا ہوگا وہ۔

ممانی صالحہ آج ہر بات مسکرا مسکرا کر کر رہی تھیں۔

وہ تو نہیں آئے، میں ڈرائیور کے ساتھ آئی تھی اور وہ واپس جا چکا ہے۔

اچھا مگر وہ کیوں نہیں آیا ان سب کے جوش پر کچھ اوس پڑ گئی تھی۔

کام تھا انہیں۔ اس نے مختصراً کہا۔

ہاں بھئی بڑے لوگ ہیں مصروفیت تو ہوگی تم

pg62

بھی اب بڑی بیگم صاحب بن گئی ہو۔ میکے آنے کو تو دل ہی نہیں چاہتا۔

دل کیوں چاہے گا۔ اب یہ بڑے لوگ ہو گئے ہیں۔

اس میں بڑائی کی کیا بات ہے، اتنا اچھا عہدہ، عزت مرتبہ، یہ قسمت والوں کو ملتا ہے۔

وہ تو اب ہمیشہ یہاں رہنے کے لئے آئی تھی مگر دو ہی روز میں ان کے رویے اسے کچھ سوچنے پر مجبور کر گئے۔ کتنی عزت دے رہے تھے وہ اسے اور وجہ صرف سنان تھا۔ بڑی اور چھوٹی ممانی نے الگ الگ اس سے اپنی بیٹیوں کے رشتے کی بات کی تھی اور جواد کے لیے چاہ رہی تھیں اور یہ بھی کہہ رہی تھیں کہ اگر وہاں کام نہ بن سکے تو کہیں اور دیکھو آخر سنان کے ملنے والوں میں بہت اچھے گھرانوں کے لوگ شامل ہوں گے۔ وہ ہر بات کے جواب میں اثبات میں سر ہلاتی رہی اور اپنی سوچوں میں گم رہی۔ اماں نے ایک بار بھی یہ نہیں پوچھا کہ تم وہاں خوش تو ہو بس بار بار یہی کہتی رہیں۔

شکر ہے تم اپنے گھر کی ہوئیں۔ تمہاری بڑی فکر تھی مجھے، بہت بوجھ تھیں تم میرے لئے۔ اب تو اتنے بڑے افسر کی بیوی ہو۔ آج نہیں تو کل اللہ اولاد کی نعمت عطا کر دے گا پھر تمہاری زندگی مکمل ہو جائے گی اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔ یہ عورت کے کمزور وجود کو طاقتور بنا دیتی ہے۔

وہ رات سونے کے لئے لیٹی تو دن بھر کے جملے اس کے ساتھ ساتھ ہوتے۔

سنان تم میرے بن کے بھی میرے نہیں ہو مگر تمہارے نام نے مجھے کس قدر عزت دے دی ہے۔ میں کتنی معتبر ہو گئی ہوں۔ کل جو لوگ میرا مذاق اڑاتے تھے۔ مجھے ذرا بھر اہمیت دینے کے قائل نہیں تھے۔ آج وہ مجھ سے رشتہ داری پر فخر محسوس کر رہے ہیں۔ میرے ساتھ اپنائیت اور محبت سے پیش آنے پر مجبور ہیں اگر تم جان جاؤ کہ انجانے میں تمہارا وجود مجھے کتنی بڑی سعادت بخش رہا ہے تو کیا حال ہو تمہارا یقیناً جل بھن جاؤ گے۔ وہ اکیلی ہی لیٹی

اس تصور سے لطف لے رہی تھی اور لبوں پر مسکراہٹ دوڑ گئی تھی۔

صفیہ نے سوچ لیا تھا کہ اب گوری کو واپس نہیں بلوانا، وہ انتہائی بدتمیز لڑکی ہے اسے ان بدتمیزیوں کا مزا چکھانا چاہیئے بس وہ اب اس گھر میں نہیں آئے گی۔ طلاق نامہ بھجوا دیا جائے گا۔ مگر خدا کو کچھ اور منظور تھا اچانک ہی ان کے گردے میں تکلیف شروع ہو گئی۔ ہاسپٹل ایڈمٹ ہونا پڑا۔ اقصیٰ تو تھی ہی کام چور اور لاڈلی، دل کی کمزور نہ ہاسپٹل ان کے ساتھ رہ سکتی تھی نہ گھر کا کام سنبھال سکتی تھی۔۔ صائمہ کو بلوایا تب سنان اور جواد کو اندازہ ہوا۔ وہ اتنی سگھڑ ہرگز نہیں، جتنا ظاہر کرتی رہی ہے۔ آخر سنان اسے لینے اماں کے گھر آ پہنچا۔ اس کی آمد نے وہاں ہلچل مچا دی۔ ہر شخص پر تپاک سے ملا جب کہ وہ کسی اور سلوک کی امید لے کر آیا تھا۔ صفیہ کی حالت کا بتا کر گوری سے چلنے کو کہا۔ وہ فوراً تیار ہو گئی۔ گھر آئی تو صائمہ یہاں موجود حال سے بے حال کچن کا کام کر رہی تھی۔

چلو اب تم نکلو کچن سے ہماری بھابی آ گئی ہیں۔ جواد گوری کو دیکھ کر بہت خوش ہوا تھا۔

شام کو جب سنان گوری کی ساتھ ہاسپٹل پہنچا تو وہاں گوری کے میکے والے موجود تھے۔ صفیہ اپنی بیماری سے پریشان پیلی رنگت کے ساتھ کچھ خوفزدہ سی بستر پر پڑی تھیں۔ کیا زبان کے جوہر دکھاتیں۔ کچھ دیر بیٹھ کر وہ لوگ چلے گئے۔

مجھے چھٹی کب ملے گی بہت دل گھبراتا ہے یہاں پر۔

بس اماں چند روز کی بات ہے پھر آپ گھر آ جائیں گی۔ وہ ان کو تسلی دیتا رہا۔ گوری خاموش سر اٹھا کر ادھر ادھر دیکھتی رہی۔

یہ کب آئی سچ تو یہ ہے کہ گوری کی آمد سے انہوں نے اطمینان کا سانس لیا تھا۔ چلو کوئی گھر سنبھالنے والا تو آیا ہے۔

یہ آج صبح آئی تھی۔ سنان بتا نہیں سکا کہ میں خود جا کر لے آیا ہوں. اس کے آنے کے بعد بھی صائمہ وہیں موجود رہی، اس کی امی بھی آتی رہیں۔ صائمہ کا انداز مالکوں والا تھا۔ یقیناً وہ گوری کو یہاں چند روز کی مہمان تصور کرتی تھی اور خود کو مالک سمجھ رہی تھی۔

اے چائے تو بنا لاؤ۔ اخبار دیکھتے ہوئے اس نے گوری کو حکم دیا۔

کیوں تمہیں چائے بنانا نہیں آتی۔ گوری کا مزاج عود کر آیا تھا۔ صائمہ نے اسے یہاں چپ چاپ حکم کی تعمیل کرتے ہوئے دیکھا تھا۔ اسے جواب حیران کر گیا۔

تمیز سے بات کرو۔ وہ چاہنے کے باوجود ایک طمانچہ رسید نہیں کر سکی کہ گوری بھوحال ایسی شخصیت کی تو ضرور تھی کہ غصے میں چھوٹے قد کی دھان پان صائمہ کو دن میں تارے دکھا سکتی تھی۔ کالج میں لڑکیاں اس کے عجیب وغریب مزاج کے بارےمیں کافی باتیں کیا کرتی تھیں۔

کان کھول کر سن لو میں بدتمیز لوگوں کے ساتھ تمیز سے بات نہیں کیا کرتی۔

وہ یہ کہہ کر مڑی اور سنان سے ٹکرا کر گرتے گرتے بچی۔ مگر جلد ہی سنبھلی اور سر جھٹک کر گویا دونوں کو بھاڑ میں جھونکتی کمرے سے چلی گئی۔

اسے بات کرنا بھی نہیں آتی جاہل بیوقوف عورت۔ سنان کو دیکھ کر صائمہ شکایت کرنے لگی تھی۔

یہ تم دونوں کا آپس کا معاملہ ہے مجھ سے مت کہو۔ وہ تو مکمل طور پر غیر جانبدار تھا۔ صائمہ کو مایوسی ہوئی۔ غصہ بھی آیا اس پر بولی۔

آلینے دو پھوپھو کو ایک ایک بات بتاؤں گی۔

نہیں خبردار جو تم نے ان سے کچھ کہا۔ وہ پہلے ہی بیمار ہیں اور اپنی بیماری سے گھبرا گئیں ہیں۔ تم چھوٹی چھوٹی باتیں بڑھا چڑھا کر بیان کرو گی اور انہیں مزید پریشان کرو گی۔

کیا، کیا مطلب ہے میں بات بڑھا چڑھا کر بیان کروں گی گویا غلط بیانی سے کام لوں گی۔ وہ چیخنے لگی۔

تھی۔

یہ بات ہے ہی معمولی، تم دونوں کی آپس کی جھڑپ ہے، میری ماں کو کیوں بیچ میں لاتی ہو۔ اس کا رویہ دیکھ کر وہ خاموش ہوگئی مگر دل میں ٹھان لی پھوپھو آجائیں ضرور بتاؤں گی۔

وہ جیسے اس کے دل کی بات جان گیا تھا۔

صائمہ اسی روز واپس چلی گئی۔

امی جلدی سے ٹھیک ہو کر گھر آجائیں پھر میں اس گھر کو خوشیوں سے بھر دوں گا۔ جواد شام کی چائے کے دوران اسے اور اقصی کو بتا رہا تھا۔

وہ کیسے گوری سمجھی نہیں۔

روبی کو گھر لا کر اور کیسے۔ اقصی نے کہا۔

یہ روبی کون ہے گوری کچھ سمجھ تو گئی تھی مسکرا کر پوچھنے لگی۔

روبی ہماری چچا زاد اور ان کی منگیتر ہے۔ ان کی منگنی انہی کی ضد پر دو سال پہلے ہوگئی تھی۔ مگر امی کہتی تھی جب تک میرے سنان کی شادی نہیں ہو جاتی۔ چھوٹے کی بھی نہیں کروں گی۔

تم لوگ نے کبھی ذکر ہی نہیں کیا۔ جملہ اس کے لبوں سے پھسلا مگر جلد ہی سنبھل گئی اور بات بدل کر بولی۔ میرا خیال ہے امی کل تک گھر آجائیں گی اور پھر شاید تم پرسوں اس گھر کو خوشیوں سے بھر دو گے۔

نہیں الہ دین کا چراغ تو ہے نہیں کہ رگڑ کر جن حاضر کرلوں اور اس سے کہوں روبی کو دلہن بنا کر اس گھر میں لے آؤ۔ آخر کچھ وقت تو لگے گا ہی۔

ویسے بھائی دیکھی آپ نے روبی اور اس کی والدہ کی بے حسی، امی ہاسپٹل میں ہیں، فون تک نہیں کیا۔

تم نے اطلاع دی تھی انہیں جواد نے چوٹ کرنے کے انداز میں پوچھا۔

نہیں میرا خیال تھا کہ آپ دے چکے ہوں گے۔

ہونہہ خود ہی سے اخذ کر لیا اور لگیں ان کی برائیاں کرنے، ایک تو تم لوگوں کی بس عادت سے میں

بڑا تنگ ہوں نہ خود چین سے جینا ہے نہ کسی کو جینے دینا ہے۔ وہ چائے پی چکا تھا اپنی کہہ کر اٹھ کر چلا گیا۔

دیکھا آپ نے ان کا رویہ، ابھی سے ان لوگوں کے غلام ہو رہے ہیں اس گھر میں آ جائے گی پھر تو پتا نہیں کیا حال ہوگا ان کا۔ امی تو روبی کو بلکل پسند نہیں کرتیں مگر جواد بھائی نے ضد ہی پکڑ لی تھی اس لیے منگنی کرنا پڑی مگر روبی کو بہو بنانے کا امی کوئی ارادہ نہیں رکھتیں۔

اقصیٰ اسے بتا رہی تھی اور وہ پوری طرح اپنی چائے اور سموسے کی جانب متوجہ تھی۔ جہنم میں جائیں اس گھر کے مسئلے مسائل بھلا مجھے کسی نے کچھ دیا ہے۔ جو میں ان کے لیے درد مند دل رکھوں۔

روبی اتنی خوبصورت نہیں مگر ہے تیز لڑکی، قابو کر لیا ہے جواد کو پنڈی میں رہتی ہے۔ اکثر فون کرتی ہے جواد کو مگر اب ہماری امی بیمار ہوئیں ہیں تو ہمیں ایک بار بھی فون کرنے کی ضرورت نہیں سمجھی بس سب کچھ جواد بھائی سے کہہ سن لیا ہوگا۔ سچ ہے جواد جیسے عقل کے اندھوں کی بیویاں ہی سسرال والوں کے سر پر سوار ہوتی ہیں۔

تو اور کیا اب سنان بھی تو ہیں، کتنے عقلمند ہیں۔ گھر والوں کو بیوی کے سر پر چڑھا رکھا ہے۔

اس نے اچانک ہی یہ جملہ کہا۔ اقصیٰ کچھ چونکی پھر برا سا منہ بنا کر چائے پینے لگی۔

صائمہ نے بتایا تھا۔ آپ خاصی خود سر اور منہ پھٹ واقع ہوئی ہیں۔

صائمہ مجھے کیا جانتی ہے، میں اس سے کئی زیادہ ہوں۔

پھر یہاں بھیگی بلی بنی کیوں رہتی ہیں

گوری نے جواب نہیں دیا۔ یوں ظاہر کیا کہ وہ جواب دینا ضروری سمجھتی ہی نہیں۔ اس کے بعد دونوں طرف خاموشی چھا گئی۔ اقصیٰ کو اس کا جواب نہ دینا برا لگا تھا اور گوری سوچ رہی تھی کہ اس کو کیسے بتاؤں یہ کمزور سا سائبان میرے لیے کتنی اہمیت رکھتا ہے۔ شاید اس کا اتنی شدت سے مجھے بھی پہلے اندازہ نہیں تھا۔ مگر اب جب میکے گی ہوں تو سمجھ آئی ہے مجھے اسی حوالے

سے پہچانا جاتا ہے۔ اور یہ حوالہ مجھے بہت معتبر بنا گیا ہے۔ بس اب میں یہی دعا کرتی ہوں۔ خدایا یہ آخری پناہ گاہ میرے لئے مستقل بنا دے کہ یہاں سے باہر میرے لئے کچھ بھی نہیں۔

صفیہ گھر واپس آ گئیں، اقصیٰ سے صائمہ کے چلے جانے کا پتا چلا، وجہ معلوم نہیں ہو سکی۔ بیٹی نے یہ بھی بتایا۔ عیادت کو بہت سے لوگ آتے رہے اور انہیں بھابی ہی اٹینڈ کرتی رہیں۔

تم جانتی ہو میں سنان کی دلہن کے حوالے سے گوری کو زیادہ لوگوں کے سامنے لانا نہیں چاہتی پھر بھی تم نے اسے سب سے ملنے دیا۔

آپ کو پتا تو ہے مجھے الجھن ہونے لگتی ہے، ابھی ایک آ رہا ہے اسے بیماری کی تفصیل بتا رہی ہوں پھر دوسرا آ رہا ہے اب دوبارہ سے شروع کر رہی ہوں اور اس کے بعد تیسرا اف مجھ

میں اتنا اسٹیمنا نہیں ہے۔ویسے بھابی نے سب کچھ بڑے بہتر طریقے سے کرلیا تھا۔

مت کہا کرو اسے بھابی بس اب چند روز کے لئے ہی ہے وہ اس گھر میں پھر میں اپنے سنان کے لیے چاند سی دلہن لاؤں گی۔۔

او ہاں امی آپ کی اس بات سے یاد آیا آجکل جواد بھائی شادی کے لیے پر تول رہے ہیں، کہہ رہے تھے امی گھر آ جائے پھر اس موضوع پر تفصیل سے بات ہوگی۔

ہاں میں بھی اس کی اب تک کی خاموشی پر حیران تھی اور سوچ رہی تھی شاید روبی کا بھوت سر سے اتر گیا ہے مگر یہ ہے بڑا ضدی اور اٹل ارادے والا لڑکا۔ روبی کو اس گھر میں لا کر ہی دم لے گا۔

اقصی نے غلط نہیں کہا تھا، جواد تو تیسرے ہی دن ان سے اس موضوع پر بات کر رہا تھا۔

ابھی میری صحت اجازت نہیں دیتی۔

آپ کو کرنا ہی کیا ہے۔بہانے مت بنائیں

کیا مطلب ہے تمہارا۔میں تم سے جھوٹ بول رہی ہوں وہ بری طرح تپ گئی تھیں۔

بڑا بیٹا جتنی عزت دیتا تھا چھوٹا اتنا ہی بدلحاظ تھا۔

بس پھر آپ چچا کو فون کر کے شادی کی تاریخ طے کرلیں تیاری کی فکر نہ کریں میرے دوست تنویر کی بیگم اس کام میں ماہر ہیں۔ساری شاپنگ کردیں گی۔

ہاں ماں کی خریدی چیزیں تمہیں پسند ہی کہاں آئیں گی۔

ہاں میں ویسی بری بنوانا بھی نہیں چاہتا جیسی بھابی کی تیار ہوئی تھی۔

دماغ خراب ہے جو ویسی بناؤں گی۔سنان کی مرتبہ بات اور تھی۔

گوری کو اس گھر سے بھیجنے کا معاملہ ایک دفعہ پھر کھٹائی میں پڑ گیا کہ شادی کے سلسلے میں کام بہت تھے۔ان کی طبیعت اب ٹھیک نہیں رہتی تھی۔بھاگ دوڑ کے کام تو دور کی بات وہ تو زیادہ دیر بیٹھنے سے ہی تھک جاتی تھیں۔اقصی ابھی تک بچی بنی ہوئی تھی۔سو ساری ذمہ داری گوری پر تھی۔انہوں نے مہمانوں کی لسٹ بھی اسی سے بنوائی اور اس کے میکے والوں کا نام نہیں لکھا۔شاید وہ کچھ کہے غصہ یا دکھ کا اظہار کرے مگر ایسا کچھ ہوا نہیں۔

اقصی اپنے اچھے جوڑے بنوا رہی تھی۔گوری سے کسی نے نہیں کہا تم بھی زیادہ نہیں تو ایک ہی بنوا لو جبکہ وہ جواد کی شادی میں بہت دلچسپی لے رہی تھی۔اور اس کی خواہش تھی کہ اچھے کپڑے پہنے یہی سوچا تھا جو ساڑھی ہے وہ مہندی کے روز اور اپنی شادی کا جوڑا شادی کے روز پہن لوں گی۔

مجھے ساڑھی بہت پسند ہے پتا نہیں پہن کر کیسی لگوں گی۔ساتھ میں میچنگ کی چوڑیاں نہیں ہیں۔سہاگنوں کی کلائیاں تو چوڑیوں سے سجی ہی اچھی لگتی ہے۔مگر میرے پاس اتنے پیسے بھی تو نہیں ہیں کہ چوڑیاں خرید سکوں اگر سنان سے کچھ پیسے مانگ لوں تو،اس سوچ پر وہ ذرا تھم سی گئی،ہاں ایسا ہو تو سکتا ہے۔اس میں ہرج تو کوئی نہیں یہ میرا حق ہے۔مگر مانگوں تو کیسے مانگوں مجھے طریقہ نہیں آتا۔اماں کے سوا میں نے کبھی کسی سے کوئی فرمائش نہیں کی اور اماں

سے بھی منت سماجت کر کے تو کچھ نہیں لیا۔ ہمیشہ اتنا ہی کہا یہ فلاں چیز کی ضرورت ہے۔ اگر انہوں نے پوری کر دی تو ٹھیک ہے ورنہ بار بار دہرانا ضد کرنا تو میں نے سیکھا ہی نہیں۔ اب سنان سے کیسے مانگوں صاف کہہ دوں گی مجھے کچھ پیسے چاہئے اور میں جو مانگ رہی ہوں تو اس لیے کہ یہ میرا حق ہے۔

مگر سوچنے اور عمل کرنے میں بہت فرق تھا۔ سنان رات کو دیر سے گھر لوٹا تھا۔ اس روز وہ انتظار میں جاگتی رہی وہ آیا کپڑے تبدیل کر کے بستر پر لیٹ گیا اور دایاں بازو آنکھ پر رکھ لیا۔

سنیے گوری کا حلق خشک ہونے لگا تھا۔

ہوں وہ اسی انداز میں لیٹے ہوئے بولا تھا۔

کیا آنکھوں میں درد ہے کہنا کچھ تھا اور منہ سے نکلا کچھ۔

سو جاؤ چپ کر کے۔ انداز میں تھکن تھی اور شاید کسی حد تک جھلاہٹ بھی۔

سو ہی رہی تھی۔ اس کے انداز نے دل جلا دیا۔ اب مانگنا اپنی توہین محسوس ہوئی۔ کروٹ بدل کر لیٹ گئی، وہ شاید بہت تھکا ہوا تھا ذرا دیر بعد ہی سو گیا مگر گوری کو نیند نہیں آئی۔

میں چوڑیاں ضرور لوں گی۔ اس پر ضد سی سوار ہونے لگی۔ ان کی امی چاہتی یہی ہے کی میں ہر کسی کے سامنے فقیرنی دکھائی دوں۔ وہ سب کو یہ بتانا چاہتی ہیں کہ بہو ہونے کے باوجود میری حیثیت ایک ملازمہ سے بڑھ کر ہرگز نہیں ہے۔ اور یہ بھی کہ وہ مجھے زیادہ دیر اپنے گھر میں ہرگز نہیں رکھیں گی۔ اور مجھ سے یہ آخری پناہگاہ بہت جلد چھین لیں گی۔ کیوں بھلا وہ کون ہوتی ہیں چھیننے والی، طبیعت خراب ہے سو بیماریاں جان کو چمٹی ہوئی ہیں مگر یہ خیال نہیں آتا کہ زندگی کا کیا بھروسہ کسی کی دعائیں ہی لیتی جاؤں آخر وہ بھی تو اس گھر میں بہو بن کر ہی آئی ہیں کون سا یہاں پیدا ہوئی ہیں مگر کیسے مالک بن بیٹھی ہیں اور میں جو اسی حیثیت کی مالک ہوں۔ میرا کوئی مقام نہیں اور پھر کانوں میں اماں کے الفاظ گونجنے لگے۔

وہ تمہارا گھر نہیں تمہاری سسرال ہو گی بس تم اس کی حکومت

کو تسلیم کر لینا اور ہر بات مانتی رہنا۔ تم اس گھر کی مالک تب بنو گی جب تمہارے بچے اس قابل ہو جائیں گے۔ اور تمہارے سائے میں بیٹھنے کر بجائے تمہیں اپنے سائے میں پناہ دے سکیں۔

یوں تو بہت دیر ہو جائے گی اماں اس نے تھوڑی مایوسی سے کہا تھا۔

ہاں گوری دیر تو واقعی ہو جائے گی اور ایسا صرف تمہارے ساتھ تو نہیں ہو گا سب کے ساتھ یہی ہوتا آیا ہے۔ حکومت کے لئے بہت انتظار کرنا پڑتا ہے۔ یوں سمجھو تیز دھوپ میں ننگے پنڈے چلنا پڑتا ہے۔ بس تم اپنی نگاہوں کے سامنے آنے والے وقت کی خوبصورت تصویر رکھو۔ اور اگر ایسا نہیں کرو گی تو راستے میں ہی تھک جاؤ گی۔

ہاں کتنا سچ کہا تھا اماں نے۔ واقعی یہ بچوں والی ہیں۔ ان کے بچے اس قابل ہیں کہ ان کے سائے میں بیٹھنے کے بجائے انہیں اپنی پناہ میں لے سکیں اور میں ابھی منزل سے بہت دور

urdunovels.net

ہوں۔

بچے اس کی سوچ الجھنے لگی۔ایک نظر اپنے بہت قریب مگر دسترس سے دور، بہت دور سونے والے اس مرد پر ڈالی جو بظاہر اس کا ہے۔مگر پھر بھی اس کا نہیں ہے۔

بچے ہاں مجھے بچے چاہئیں۔ میں مکمل ہونا چاہتی ہوں۔ میں ایک عدد گھر چاہتی ہوں جسے میں اپنا کہہ سکوں۔

سنیں میری بات سنیں۔وہ سوئے ہوئے سنان کے شانے پر ہاتھ رکھ کر اس پر جھکی ہوئی پکار رہی تھی۔

وہ ہڑبڑا کر اٹھ بیٹھا۔کچھ دیر تو آنکھیں ہی جھپکتا رہا۔

تم۔وہ حیران تھا جیسے کوئی غیر عورت رات گئے اچانک اس کے کمرے میں آ گئی ہے۔

گوری کا شانے پر ہاتھ رکھ کر جھک کر اسے پکارنا بھی بلکل اتنا ہی حیران کن تھا۔

وہ مجھے نیند نہیں آ رہی۔عورت کی نسوانیت نے دہائی دی اور انا بھی راستے میں آ گئی۔زبان وہ کہہ نہیں سکی۔جو کہنا چاہتی تھی۔

تو میں کیا کروں ہٹو پیچھے۔اس نے بیدردی سے ہاتھ پکڑ کر پیچھے ہٹا دیا۔اور اس کے ہاتھ کی شدید حدت نے گوری کو یہ بتا دیا وہ یقیناً بخار میں مبتلا ہے۔

آپ کی شاید طبیعت ٹھیک نہیں دوا لا دوں۔

بہت مہربانی ہوگی اگر مجھے سونے دو۔

دوا کھا کر سو جاتے۔ہمدردی عود کر آئی تھی۔

اس کے کاٹ کھانے والے لہجے کی پرواہ نہیں کی۔لے لی ہے بابا دوا بھی اور کھانا بھی کھا کر آیا ہوں۔براہ مہربانی آپ میری اتنی فکر نہ کیا کریں۔

ہیں آ میرا اتنا خیال رکھتے ہیں تو تھوڑا بہت فرض تو میرا بھی بنتا ہے۔

انداز سادہ مگر لفظ تو بتا رہے تھے کہ کہنے والا کس موڈ میں بولا ہے مگر سنان کی طبیعت واقعی خراب تھی۔غور نہیں کر سکا پھر سے آنکھوں پر بازو رکھ کر لیٹ گیا۔

اور گوری حساب کرنے لگی۔تقریباً چار پانچ ماہ تو ہو ہی گئے ہیں ہماری شادی کو۔کیا پتہ خوشخبری وجود میں آ چکی ہو اور میں ہی بے خبر ہوں مجھے چیک اپ ضرور کروانا چاہئیے۔یہاں ایک پرائیویٹ کلینک نزدیک ہی تو ہے۔کسی روز جاؤں گی مگر فیس او میرے اللہ یہ پیسہ بھی کتنی بڑی پرابلم بن جاتا ہے۔اب اس نے بھی آنکھوں پر بازو رکھ لیا۔

بری میں ایک سے ایک جوڑا تنویر کی بیگم بنوا رہی تھیں۔جب بھی تیار ہو کر کوئی سوٹ ان کے ہاں آتا گوری کہیں بھی مصروف ہوتی سارے کام چھوڑ کر دیکھنے چلی آتی۔

کتنے پیارے کپڑے ہیں میں نے بھی ایسے ہی کپڑوں کی آرزو کی تھی مگر نہ بری میں کوئی ایسا جوڑا آیا یہ جہیز میں ملا بس میرا نصیب ہی خراب ہے۔اقصیٰ کہتی ہے روبی کوئی خوبصورت لڑکی تو نہیں ہے مگر جواد کی تو جیسے جان ہے اس میں ابھی شادی میں کتنے دن باقی ہیں اور اس کی بیقراری چھپائے نہیں چھپتی۔وہ خوش بھی بہت ہے۔۔

تم کیا نظر لگاؤ گی ان کپڑوں کو صفیہ نے گوری کو ٹکٹکی باندھے دیکھا تو ڈانٹ کر بولی۔

ارے امی رہنے دیں کیوں ڈانٹتی ہیں۔ بھابی بیچاری کو تو بری میں ایک بھی ایسا سوٹ نہیں ملا تھا۔اقصی صاف مذاق اڑا رہی تھی۔

سنان اور جواد دونوں یہاں موجود تھے۔سنان نے گوری کی طرف دیکھا امی کی بات سن کر اس نے نگاہ کا زاویہ بدل لیا تھا وہ دیوار پہ لگے کیلنڈر کی طرف دیکھ رہی تھی جہاں ایک بچے کی تصویر تھی ہنستا مسکراتا بچہ بہت پیارا لگ رہا تھا۔

چلو اب پتہ نہیں کسے گھورنے لگیں۔لڑکی مجھے تو لگتا ہے تم کوئی نشہ وشہ کرنے لگی ہو، اکثر نوٹ کیا ہے میں نے، اپنے حواسوں میں نہیں ہوتیں۔ چلو یہ کپڑے اٹھاؤ اور احتیاط سے الماری میں رکھو۔

پھر جواد کی جانب متوجہ ہوئیں جواد اٹھارہ جوڑے تو ہو گئے اب اور کتنے بنواؤ گے

صرف اٹھارہ کیا بات کرتی ہیں امی آپ جانتی بھی ہیں روبی جیولری اور کپڑوں کی کس قدر شوقین ہے۔اور اس سلسلے میں اس کی چوائس بھی بہت اچھی ہے۔

سنان ابھی زیور بننا باقی ہے تم کچھ رقم بینک سے نکلوا لینا۔زیور لینے کے لیے میں خود تمہارے ساتھ چلوں گی۔

زیور میں کیا کیا بنوانا ہے امی اقصی پوچھنے لگی۔

سب ہی کچھ ہار، ٹیکہ، بندے، انگوٹھی اور چوڑیاں اور سنو جواد اب زیادہ فرمائش نہیں۔ میں سونے کے صرف دو سیٹ لوں گی ایک بھاری اور ایک نسبتاً ہلکا۔

گوری کپڑے الماری میں رکھ کر باہر آ گئی اور چوڑیوں کا خیال ایک دفعہ پھر ستانے لگا۔ جواد کی شادی کی کتنی تیاریاں ہیں اور اس کی دلہن کے لئے کیا کیا خریداری ہو رہی ہے۔ سنان جو امی کی ہر بات مانتے ہیں۔ان کی دلہن کے ساتھ امی نے کیا کیا۔ بری میں چند سستے سے جوڑے اور زیور کے نام پر ایک ہلکا سا سیٹ، مگر ابھی سنان کی دلہن آئی کہاں ہے ابھی تو اسے آنا ہے۔اور امی یقیناً اس کی بری جواد کی دلہن سے کئی زیادہ خوبصورت اور قیمتی بنوائیں گی۔ جب

سنان کی دلہن آ جائے گی پھر میری جگہ کہاں ہوگی۔ یہ تو میں جان چکی ہوں، واپسی کا تو کوئی راستہ نہیں تو کیا مجھے ان سب کی منت کرنا پڑے گی آنسو بہا کر ان سے درخواست کرنا ہوگی کہ مجھے خدا کے واسطے ہی اس گھر میں جگہ دے دو۔ کوئی کوٹھری جہاں میرا پرانا سا بستر ہو اور دو وقت کا کھانا میں تم سب کی خدمت کروں گی اور صلے میں کچھ نہیں چاہوں گی۔

اے بھابی کیا سوچ رہی ہو سوپ بنا لیا ہے امی کے لئے

اقصی نے پوچھا تو وہ جواب دیئے بغیر کچن میں چلی گئی، اقصی کو شدید غصہ آیا ماں کے کمرے میں آ کر بولی۔

پتہ نہیں خود کو کیا سمجھتی ہے۔بات کا جواب دینا بھی شان کے خلاف سمجھتی ہیں۔ میں نے پوچھا سوپ بنا لیا ہے تو کچھ بھی بولے بغیر خاموشی سے کچن میں چلی گئیں۔

ہاں دماغ تو اس کا ساتویں آسمان پر رہتا ہے، ہم سے بات کرنا پسند ہی نہیں۔ سارا دن خاموش اور چہرے پر مکمل اطمینان لئے یوں ادھر سے ادھر پھرتی ہے جیسے وہی اس گھر کی مالکہ ہو اور یہ سب تمہاری ڈھیل کا نتیجہ ہے سنان

امی میں نے بھلا کیا کیا اچانک الزام پر وہ ٹپٹا کر بولا۔

کبھی تم نے ڈانٹا ہے اسے ٹوکا ہے کسی بات پر وہ سیاہ کرے سفید کرے تم نے چپ رہنا وتیرہ بنالیا ہے اور اس بات نے اسے ڈھیل دی ہے۔ جانتی ہے جو بھی کروں میاں صاحب تو کچھ کہنے سے رہے۔ میں اسے مہارانی بنانے کے لیے اس گھر میں ہرگز نہیں لائی۔ بار بار میرے سامنے مظلوم زاہدہ کا چہرہ نظر آ جاتا ہے۔ اور جب اسے یہاں وہاں دندناتے ہوئے دیکھتی ہوں تو خون کھول اٹھتا ہے جس خاندان نے میری زاہدہ کو دکھ دیے اس جیسی گنوں والی عورت کی قدر نہ کی۔ اس کی یہ پھوہڑ بدتمیز لڑکی میرے خاندان میں آ کر راج کر رہی ہے۔

امی ہم نے بھائی جان کی دوسری شادی تو کروانا ہے، آپ گوری بھابی کو واپس بھیج دیں، ان کے گھر دیکھیں نا، جتنی زیادہ دیر یہ یہاں رہے گی۔ برا ہی ہوگا۔

ہم جہاں بھی رشتہ لے کر جائیں گے لوگ پہلا سوال ان ہی کے متعلق کریں گے۔

اقصی بڑی بے رحمی سے کہہ رہی تھی جبکہ جواد اور سنان خاموش تھے۔

بات تو تمہاری ٹھیک ہے میں تو شادی کے ایک دو ماہ بعد ہی اسے واپس میکے بھیج دینا چاہتی تھی لیکن حالات ہی کچھ ایسے بنتے چلے گئے اور اب پھر یہ مسئلہ ہے کہ بیمار ہوں کوئی کام نہیں کر سکتی۔ جواد کی شادی سر پر ہے۔ بہت مہمان آئیں گے۔ کام بڑھ جائے گا اور یہ سب سنبھالنے کے لیا ابھی اس طلاق کے مسئلے کو نہ ہی اٹھانا بہتر ہے۔

ہاں یہ تو ہے سنان بھائی کی شادی پر تو ہم نے کسی کو بلایا نہیں تھا۔ مگر اب تو سب ہی آئیں گے۔ چلیے یہ مسئلہ جواد بھائی کی شادی کے بعد ہی حل کریں گے اور پھر ہم سنان بھائی کے لئے چاند سی دلہن لائیں گے۔ سنان اٹھ کر چلا گیا اور اس کے جانے کے بعد جواد نے روبی کی بات شروع کر دی۔

شادی سے دس پندرہ روز پہلے ہی سنان کی بڑی پھوپھو شادی میں شرکت کے لئے آ گئی تھیں۔ روبی چونکہ جواد کی چچازاد تھی۔ اس لئے ان کے ددیال کے عزیز دونوں طرف بٹ گئے تھے۔ بڑی پھوپھو ادھر سے شریک ہو رہی تھیں۔ جبکہ چھوٹی دونوں روبی کی طرف سے تھیں جبکہ تایا کی فیملی کو جواد کے ہاں آنا تھا۔ بڑی پھوپھو ابھی اکیلی ہی آئی تھیں بیٹے اور بہو کے متعلق کہہ رہی تھیں۔ شادی سے دو تین روز پہلے ہی آ سکیں گے۔ گوری نے چائے لا کر ان کے سامنے رکھی اور سلام کیا تو باتیں کرتی تو باتیں کرتی وہ خاتون اس کی طرف متوجہ ہوئیں۔

یہ کون بچی ہے۔ میں پہچان نہیں پا رہی۔ دلہن گوری کا بلکل سادہ روپ۔ زیور کے نام پر ایک چھلا بھی نہیں پہن رکھا تھا۔ وہ سوچ نہیں سکیں کہ یہ سنان کی دلہن ہوگی۔

یہ گوہر ہے حسنہ بیگم کی نواسی۔ صفیہ کو اپنے بیٹے کے ساتھ اس کا نام لینا اچھا نہیں لگا۔

اچھا اچھا بڑی بہو ہے تمہاری، ماشاءاللہ اونچی لمبی ہے آجکل ایسا قد شاذ ہی دکھائی دیتا

ہے۔ رنگت بھی خوب ہے جہاں تک مجھے یاد پڑتا ہے۔ خالہ حسنہ کے ہاں رنگ اتنے صاف نہیں ہیں۔ یہ تو کسی میم کی بیٹی دکھائی دیتی ہے۔

خوشدلی سے تعریف ہو رہی تھی۔ صفیہ کو یہ باتیں اچھی نہیں لگیں بولیں۔

اس کی صورت دیکھ کر میرے دل پر جو گزرتی ہے، وہ میں ہی جانتی ہوں۔ ہائے زاہدہ کی مظلومیت یاد آتی ہے تو کلیجہ کٹتا ہے میرا۔ کس قدر ظالم اور سفاک لوگ تھے۔ قدر نہ کی میری اتنے گنوں والی بہن کی۔ بس قسمت خراب تھی ان لوگوں کی۔ چاند کو مٹی میں رول دیا اور کون سا سکھی رہے۔ سنا ہے دوسری بیوی انگلیوں پر نچاتی تھی اور پھر آہیں بھر بھر کر زاہدہ کو یاد کرتے تھے۔ اسی پر بس نہیں ہوا۔ خدا کی لاٹھی بے آواز ہوتی ہے۔ حسنہ بیگم پر تو دو دو قہر ٹوٹے، پہلے میاں فوت ہوئے پھر جوان بیٹی چل بسی، یہ گوری اسی بیٹی کی اولاد ہے کہہ رہی تھیں بڑے پیار سے پالا ہے۔ کلیجے سے لگا کر رکھا ہے ہم سب نے اسے، میں نے دل میں سوچا ہم کو زاہدہ کیا کم پیاری تھی، ہم سب کی آنکھ کا تارا دل کا قرار تھی وہ مگر تمہارے ہاں آ کر دن رات رونا اس کا مقدر بن گیا تھا۔

آج کیا پک رہا ہے پھوپھو جان کو اپنی بھاوج کی بہن سے بھلا کیا ہمدردی اور دلچسپی ہو سکتی تھی۔ یوں بھی صفیہ اپنی زبان کی تیزی کے باعث سسرال میں کچھ اچھی نظر سے نہیں دیکھی جاتی تھیں ان کا تو یہی خیال تھا جیسی صفیہ ہے ایسی ہی زبان دراز اس کی بہن زاہدہ ہوں گی۔ اب ہر کوئی ہمارے بھائی کی طرح سیدھا اور شریف نہیں ہوتا کہ ہر حال میں بناہ کرے چھوڑ دیا ہوگا تنگ آ کر۔

آج آلو گوشت اور پالک کی بھجیا بھی بنوایا ہے۔ انہوں نے بدمزہ سا ہو کر نند کو جواب دیا۔ میں اپنی بہن کی دکھی زندگی کے بارے میں بتا رہی ہوں۔ انہیں کھانے کی یاد آ رہی ہے، یہ لوگ ہیں ہی ظالم سخت مزاج کالے دل والے یہ تو میری ہمت تھی کہ

گزارہ کر گئی ہوتی، کوئی اور ہزار لعنت ڈالتی اور واپس چلی جاتی میرے تو چار چار بھائی تھے سر آنکھوں پر بٹھاتے مگر اپنے بچوں کی خاطر میں ہی یہاں پڑی رہی۔

چاول بھی پکوا لینا میرا روٹی کھانے کا موڈ نہیں ہو رہا۔ نند تکیہ درست کر کے لیٹتے ہوئے فمائش کرنے لگیں۔

اچھا ابھی گوری آتی ہے تو کہہ دیتی ہوں۔

گھر کا سارا کام کیا یہی لڑکی کرتی ہے

ہاں تو اور کیا آپ دیکھ ہی رہی ہیں، میری طبیعت ٹھیک نہیں۔ اقصیٰ ہاتھ بٹاتی تو ہے مگر ابھی وہ پڑھ رہی ہے۔ پھر خریداری کا سارا بوجھ بھی اس پر ہے۔ آ کے کیا کیا دیکھے وہ۔

تمہارے بھائی اور بھابی بھی تو اسی شہر میں رہتے ہیں اور ان کی ایک بیٹی بھی ہے۔ وہ نظر نہیں آ رہی۔ انداز جتاتا ہوا تھا۔

کوئی اور وقت ہوتا تو صفیہ اچھا خاصہ کاٹ دار جواب دیتیں مگر اب وہ بیٹے کی شادی کے موقع پر بدمزگی نہیں چاہ رہی تھیں بولیں۔

urdunovels.net

میرے بھائی جان کی طبیعت بھی اچھی نہیں رہتی۔ دل کے مریض ہیں شادی سے چندروز پہلے ہی آ ئیں گے۔

ویسے دل میں حیران تو صفیہ بھی تھیں کہ صایمہ تو ان کے ہاں بہت آتی جاتی تھی مگر اب جبکہ کام تھا تو نہیں آ رہی تھی انہیں یہ معلوم نہیں تھا کہ وہ سنان سے ناراض ہے اور اسی لئے ادھر نہیں آ رہی۔

صفیہ بھابھی کتنے جوڑے بنائے ہیں ہماری روبی کے لئے

زور ہماری پر تھا صفیہ تلملا کئیں۔ وہ تو اپنی سسرال میں اپنے کسی بچے کی شادی ہی نہیں کرنا چاہتی تھیں مگر یہ جو ہمیشہ کا خودسرا پنی مرضی کرنے والا۔ وہ چاہیا سی روبی پسند آ گئی اور ضد پکڑ لی۔ شادی کروں گا تو اسی کے ساتھ اور صفیہ کو ہار ماننا پڑی، دل سے خوش اب بھی نہیں تیں۔

اسلام علیکم پھوپھو جان یونیفارم میں ملبوس کیپ ہاتھ میں پکڑے سنان ابھی ابھی گھر آیا تھا اور

ان کی آمد کی اطلاع ملتے ہی سلام کو چلا آیا۔

وعلیکم السلام جیتا رہے میرا بچہ، میرے بھائی کی نشانی، ہماری آنکھوں کا تارا کتنا سج رہا ہے۔ کیسا پیارا دکھ رہا ہے، ہائے بھابھی۔ تم نے اپنی ضد میں اس کی زندگی برباد کر دی ورنہ اس کی ددھیال میں کتنی ہی لڑکیاں اس کے جوڑ کی تھیں۔ اب طلاق دے بھی دو تو کون اپنی بچی کو دینے پر راضی ہوگا سب ہی ڈریں گے کہ پتا نہیں کیا معاملہ تھا جو طلاق ہوئی۔

معاملہ کیا ہوگا میرا بچہ کتنا نیک اور سیدھا ہے۔ سب ہی کو علم ہے۔ صفیہ کو یہ بات گولی کی طرح لگی تھی۔

یہ تو ہم تم جانتے ہیں نا اور ویسے بھی شادی صرف لڑکے اور لڑکی کی نہیں ہوتی۔ دو خاندانوں کا ملاپ ہوتا ہے۔ لوگ تو اب سنان کے بارے میں نہیں بھی کے بارے میں سوچیں گے اور خدا جھوٹ نہ بلوائے زیادہ نام تو ساس ہی کا آتا ہے۔

پھوپھو کیا حال ہے آپ کا۔ راشد بھائی اور بھابھی کیسے ہیں وہ آئے کیوں نہیں سنان نے موضوع بدلنے کے لیے اکٹھے کئی سوال کر دیے تھے۔

گوری اپنی ساس کو سوپ دینے کمرے میں آئی تو صفیہ نے کہا۔

سنان کی پھوپھو کے لیے چاول بھی پکا لینا۔

یہ کیا ہے بھابھی نند کی نگاہ ان کے ہاتھ میں پکڑے سوپ کے پیالے کی طرف تھی انہوں نے جواب نہیں دیا۔ جھٹ پیالہ سائیڈ ٹیبل پر رکھ کر اخبار سے ڈھک دیا کہ نظر لگنے سے انہیں بڑا ڈر لگتا تھا۔

یہ سوپ ہے جب سے امی ہاسپٹل سے آئیں ہیں، روزانہ لیتی ہیں خاصی کمزور بھی تو ہو گئیں ہے ناں۔ سنان نے سادگی سے کہہ دیا۔

ارے ایسے ہی کمزور ہیں، تم لوگ اس طرح کہہ کر ان کے دل میں بھی وہم ڈال دو گے۔

اچھی خاصی ہیں، رنگ بھی کیسے چمک رہا ہے۔ یہ تو اس لئے پلنگ سنبھال کر بیٹھ گئی ہیں کہ خدمت کرنے والے موجود ہیں اب ہمیں دیکھو پتا نہیں کیا کیا روگ لگے

ہیں مگر کر رہے ہیں۔ دنیا کے سارے کام دھندے۔ اے بہو ایک پیالہ میرے لیے بھی لے آؤ اور سنو میرے لال سنان کو بھی لا کر دو۔ محنت کرتے ہوئے مرد، صحت کا خیال تو ان کی رکھنا چاہئیے۔

صفیہ کے تن بدن میں آگ لگ گئی۔ بولیں۔

تمہارا کیا خیال ہے مجھے اپنے بیٹوں سے محبت نہیں ہے۔ میں ان کا خیال نہیں رکھتی

توبہ ہے بھابھی، بات کو کہاں لے گئی ہو۔ میں نے یہ بھلا کب کہا ہے ماں سے زیادہ کون خیال رکھ سکتا ہے، ویسے تم نے سنان کے ساتھ جو زیادتی کی ہے۔ اس نے تو ہم سب کو حیران کر دیا بہن کا انتقام لینے کے لیے بیٹے کی زندگی برباد کر دی۔ طلاق لفظ تو آسان ہے مگر عمل بڑا مشکل ہے۔ مرد ہو یا عورت یہ دونوں ہی کے لیے کٹھن مرحلہ ہے۔ اتنے عرصے جانور پالو، وہ بھی مانوس ہو جاتا ہے اور یہ تو میاں بیوی ہیں۔ ایک چھت تلے رہنے والے دو انسان۔

اتنے میں گوری سوپ لے آئی۔

جب صفیہ کے لیے سوپ بناؤ میرے لیے ضرور بنا لیا کرو۔

جی بہتر اور کچھ اس نے سپاٹ انداز میں پوچھا

اور کیا وہ اس کے انداز پر کچھ حیران سی ہو کر بولیں کہ یوں لگا جیسے وہ طنز کر رہی ہے۔

میرا مطلب ہے امی صبح ناشتے پر جوس لیتی ہیں اور پھر گیارہ بجے کے قریب یہ سوپ، شام کو جب ہم سب چائے پیتے ہیں۔ یہ اوولٹین ڈال کر دودھ لیتیں ہیں اور رات کو چکن کا ایک پیس بھی لے رہی ہیں آجکل۔

ہیں اچھا پھوپھو کی آنکھیں پھیل گئیں اور صفیہ کا جی چاہا، گوری کا گلہ دبا دیں۔

جو بھی کھاتی ہوں اپنے بیٹے کی کمائی کا کھاتی ہوں تجھے کیا تکلیف ہے وہ گوری پر چلانے لگیں۔ اسے سخت برا بھلا کہا۔ خاندان کو بھی گھسیٹ لیا۔ وہ سر جھکائے کھڑی سنتی رہی، پھوپھو بھی جیسے بھاوج کی زبان و بیان کا مزہ لے رہی تھیں۔

سنان البتہ کپڑے تبدیل کرنے کے بہانے اٹھ کر

چلا گیا تھا۔ چیختے چلاتے بیدم سی ہو کر بستر پر لیٹ گئیں تب پھوپھو بولیں۔

یہی سب میرے لئے بھی تیار کر دیا کرو۔ میں تو خود مریضہ ہوں۔

آنے والے دنوں میں مہمانوں کی تعداد بڑھتی چلی گئی اور ان سب کے لیے گوری کی ذات ایک عجوبہ اور گفتگو کے لیے دلچسپ موضوع تھی جبکہ گوری کے پاس اتنی فرصت کہاں تھی کہ وہ ان کی باتیں سن سکے یا نگاہیں پہچان سکے۔ کون ہمدردی میں بات کرتا ہے کون مذاق کے رنگ میں اور کس کو یہ فکر کھائے جا رہی تھی کہ طلاق کب ہو گی۔ سنان کی پھوپھو اپنی بھاوج کو جلانے کے لیے گوری کا ساتھ دیتیں مگر ہمدردی انہیں گوری سے بھی نہیں تھی، بس یہ سب لوگ اپنے مطلب کے تھے اور شاید یہ دنیا اسی کا نام ہے۔

پھوپھو یہ آپ کے لیے ہے۔اس نے دلیے کی پلیٹ انہیں پکڑائی تو بولیں۔

اور میری بہو تیار ہو گئی ہے۔ پوتا میرے پاس بٹھا گئی ہے۔تم اس کے لیے فیڈر تیار کر کے لے آؤ۔ وہ اچھا کہہ کر واپس پلٹ گئی۔

اور اس روز بار بار یہ سوال اس کے ذہن میں سر اٹھاتا رہا۔خودکشی حرام کیوں ہے اور خدا دعا کیوں نہیں سنتا۔

بھابھی میرے دوست آئے ہیں چائے بنا دو۔

جب وہ پھوپھو کو فیڈر تھما کر واپس آئی تھی تب جواد نے پکارا تھا۔

لڑکیاں ڈھولک پر گیت گا رہی تھیں اور اسے اب تک کپڑے تبدیل کرنے کی بھی مہلت نہ ملی تھی سوچا تھا کل مہندی ہے اور پہلے تیار ہو کر پھر ہی کچن کی طرف جاؤں گی۔کل ساڑھی پہنوں گی پتا نہیں مجھ پر کیسی لگے گی،وہ اتنی تھکن کے باوجود سونے سے پہلے کل کے لیے منصوبہ بنا رہی تھی۔صبح امی کو جوس دینے ان کے کمرے میں گئی تو وہ دیکھتے ہی بولیں۔

گوری ہم نے شادی پر جو سونے کا سیٹ ڈالا تھا وہ

ذرا لے کر آؤ۔وہ واپس ہوئی اور پانچ منٹ میں سیٹ لے کر آئی۔

ٹھیک ہے اب جاؤ۔انہوں نے ڈبا کھول کر اطمینان کیا اور کہا۔

یہ آپ نے۔وہ پوری بات کہہ نہیں سکی۔

ہاں یہ ہم نے جیولر سے ادھار لیا تھا۔اب واپس کر رہے ہیں۔ انداز میں بے نیازی تھی۔وہ اب کہتی کیا خاموشی سے پلٹ آئی۔

شام کو گلابی ساڑھی باندھی اور زیور کے نام پر وہ ہلکا سا سیٹ پہننے کو نکالا جو اماں نے دیا تھا۔مگر اس کی قسمت، پہنتے ہوئے لاکٹ کی زنجیر ٹوٹ گئی۔جی تو یہ چاہا تھا اٹھا کر سب یہ باہر پھینک دے۔اب صرف کانوں میں چھوٹے چھوٹے ٹاپس نما ایرنگ اور بائیں ہاتھ کی تیسری انگلی میں ایک عدد انگوٹھی اس سے کہیں زیادہ سج دھج تو یہاں کنواری لڑکیوں کی تھی۔وہ بالوں کا جوڑا بنا رہی تھی جب سنان کمرے میں آیا شیشے میں ابھرتے گوری کے عکس کو بغور دیکھا اور پھر کچھ کہے بغیر واش روم میں چلا گیا۔

جب تک گوری تیار ہو کر کمرے سے باہر نکلی۔ وہ بھی کپڑے بدل کر آ چکا تھا۔ دونوں ایک ساتھ ہی کمرے سے باہر نکلے۔صفیہ نے گہری نظر ان پر ڈالی اور گوری سے بولیں۔

یہاں اتنے کام بکھرے پڑے ہیں اور مہارانی ساڑھی پہن کر آ گئی ہیں چلو جا کر کوئی سادہ سا سوٹ پہنو اور کچن دیکھو جب تک میں نہ کہوں تمہیں کسی بات کی پرواہ ہی نہیں ہوتی۔

گوری واپس اپنے کمرے میں چلی گئی اس کے بعد سنان نے اسے سادہ لیمن کلر کے سوٹ میں ادھر ادھر کام کرتے ہوئے دیکھا۔

گھر میں ایک ہنگامہ برپا تھا۔جواد کتنا خوش تھا اور یہ خوشی اس کے چہرے سے جھلک رہی تھی۔ بات بے بات مسکرا رہا تھا۔ ہر کسی کی چھیڑ چھاڑ کا خوشی سے جواب دیتا ہوا۔آج وہ دنیا کا خوش نصیب انسان دکھائی دیتا تھا۔اس نے فون پر روبی سے بات بھی کی تھی۔ جو باتیں

urdunovels.net

ہوئیں وہ ہنستے ہوئے ستان کو بتاتی تھیں۔

اگلے روز بارات تھی اور امی نے کہا تھا کسی نہ کسی کو گھر پر رہنا ہے۔ تاکہ جب ہم دلہن لے کر واپس آئیں تو استقبال کو موجود ہو ویسے بھی اس وقت ہر شئے بکھری ہوئی ہے۔ دلہن کی آمد سے پہلے گھر صاف ستھرا چم چم کرتا ہوا ملنا چاہیئے دو ملازم موجود ہیں ان کے ساتھ گوری گھر پر رہے گی۔

اور سنو گوری ہمارے آنے تک ہر چیز سیٹ ہونی چاہیئے دولہا دلہن کے لیے علیحدہ سے کھانا بنا لینا اور میرے پرہیزی کھانے کا بھی خیال رکھنا۔

یہ لوگ صبح سویرے روانہ ہوئے چونکہ دوسرے شہر کی بات تھی وہ انہیں واپسی میں بھی رات ہو جانا تھی۔ صفیہ نے گوری کے میکے سے کسی کو نہیں بلایا نہ ہی گوری نے میکے میں کسی کو اطلاع دی مگر ایک شہر تھا سن گن مل ہی جاتی ہے۔

برات کی روانگی کے تھوڑی ہی دیر بعد جب وہ جلدی جلدی چیزیں سمیٹنے میں لگی ہوئی تھی۔ اماں کا فون آ گیا۔ وہ اس سے جواد کی شادی کے بارے میں پوچھ رہی تھیں اور یہ گلہ بھی تھا کہ ان لوگوں نے ہمیں بلایا ہی نہیں۔

اماں میں آؤں گی کسی روز آپ کی طرف پھر ساری باتیں ہوں گی۔ وہ اس وقت انہیں ٹال دینا چاہتی تھی۔

ہاں بھئی تم بھی اب بڑے آدمی کی بیوی ہو گئی ہو۔ کہاں ہمارا خیال آیا ہوگا۔

بڑا آدمی فون کے بعد وہ دیر تک اسی لفظ کو سوچتی رہی کون ہوتا ہے بڑا آدمی کسی کو اپنے نام پر لا کر بیگانہ بن جانے والا دوسروں کے رحم و کرم پر چھوڑ دینے والا، بیوی کے حقوق کو نہ سمجھنے والا بظاہر قد آور مضبوط مگر درحقیقت مٹی کا آدمی کیا بڑا آدمی کہلا سکتا ہے۔

رات کے دس بج رہے تھے۔ جب بارات کی واپسی ہوئی اس نے دونوں ملازماؤں کو استقبال کے لئے گیٹ پر بھیج دیا اور خود چائے بنانے میں لگ گئی جو ابھی سب کی طلب بن جانی تھی۔ باہر سے ہنسی اور باتوں کی

آوازیں آتی رہیں۔ اس نے جھانک کر بھی نہیں دیکھا۔

دلہن کو لا کر لاؤنج میں بٹھایا گیا، جواد نے اقصی کو آواز دی اور کہا۔

دیکھو بھابھی کہاں ہیں۔ روبی کے لیے چائے بنوا کر لاؤ۔ یہ تھک گئی ہے۔

اوہو بڑا خیال ہے بیگم کا کسی کزن نے مذاق اڑایا اور قہقہہ پڑا۔

ظاہر ہے خیال مجھے نہیں ہوگا تو پھر کسے ہوگا۔ یہ میری بیوی ہے یعنی شریک حیات۔ وہ بڑی سنجیدگی اور سچائی سے بولا تھا۔

بھابی جی ذرا سر تو اونچا کریں۔ آپ تو جھکی جا رہی ہیں کوئی لڑکا کہہ رہا تھا۔

ہاں ہاں بھابی سر اٹھاؤ۔ چہرہ دکھاؤ۔ سب شور کرنے لگے۔

میرا خیال ہے پھوپھو ابھی روبی کو اس کے کمرے میں چھوڑ آئیں تھکی ہوئی ہے۔ چائے پی کر اور کچھ کھا کر ذرا فریش ہو جائے پھر یہاں لے آئیں گے۔ جواد کو روبی کا کتنا خیال تھا۔

لو یہاں سب اس کو دیکھنے ملنے کے لیے بے تاب ہیں تم کمرے میں لے جا رہے ہو۔

صفیہ کو یہ بات اچھی نہیں لگی۔

یہ تھکی ہوئی ہے۔ دیکھنے اور ملنے کا کیا ہے۔ کل ساری باتیں ہو جائیں گی۔ عینی تم روبی کو کمرے میں لے جاؤ۔

اس نے صفیہ کی بات سے اختلاف کیا اور اپنی منوائی۔

دکھتے ہوئی سر اور الجھی ہوئی سوچ کے ساتھ سنان اپنے کمرے میں آ گیا۔ لائیٹ آن کی سامنے بیڈ پر گوری کا شرارہ پڑا تھا۔ جو شادی کے روز اس نے پہنا تھا

وہ یقیناً آج یہ پہننا چاہ رہی ہو گی مگر کام کاج نے فرصت ہی نہیں دی۔ وہ کچھ دیر یہاں کھڑا ان کپڑوں کو دیکھتا رہا پھر کچن میں آ گیا۔ گوری کل کے پہنے اسی لیمن کلر کے سوٹ اور الجھے بالوں کے ساتھ کام میں مصروف تھی۔

کیا کر رہی ہو سنان نے جیسے اسے پہلی بار دیکھا تھا یا پھر جواد کے طرز عمل نے اس کی آنکھیں کھولی ہی آج تھیں۔

وہ بہت دنوں سے الجھن میں تو تھا۔ اسے گوری پر ترس بھی آتا تھا اور رحم بھی مگر آج پتا چلا تھا وہ نہ قابل رحم تھی نہ ترس کھانے کے لائق کہ نہ بے سہارہ تھی نہ لاچار اور معذور، اسے صرف محبت اور اعتماد دینے کی ضرورت تھی اور یہ محبت اور اعتماد دینا سنان کا کام تھا۔ پولیس کا اعلی افسر جسے لوگ جھک کر سلام کرتے تھے۔ جس کی ذھانت کو سراہا بھی بہت جاتا تھا گھر کی سیاست میں مٹی کا مادھو بن کر رہ گیا تھا مگر آج سوچ نے راہ پالی تھی۔ ہر کسی کا حق ادا کرنا ضروری ہے ورنہ خدا کے ہاں باز پرس ہو گی۔ جواب دہ ہونا پڑے گا۔ وہ عورت جو تمہارے نام پر اپنا سب کچھ چھوڑ کر چلی آئی ہے۔ اسے عزت اور اس کے حقوق کی پاسداری کرنا تم پر فرض کیا گیا ہے وہ تمہارا لباس ہے اور شریک حیات بھی۔

آؤ میرے ساتھ۔ وہ ہاتھ پکڑ کر اسے کمرے میں لے آیا۔

ابھی تک کپڑے بھی نہیں بدلے

اس نے حیران کھڑی گوری سے سوال کیا۔

وقت نہیں ملا۔

اب بدل لو۔

نہیں، بہت مصروف ہوں۔

چھوڑو کام تو ہوتے ہی رہتے ہیں تم چینج کر لو۔

وہ اثبات میں سر ہلا کر کپڑے اٹھا کر واش روم میں چلی گئی۔ واپس آئی تو وہ منتظر تھا۔

یہ تمہاری چوڑیاں۔ اس نے چار سونے کی چوڑیاں اور ڈھیروں کانچ کی چمکتی دمکتی چوڑیاں اس کی جانب بڑھائیں۔ وہ اتنی حیران تھی کہ ہاتھ بھی بڑھا نہیں سکی۔

میں نے بہت دنوں سے لا کر رکھی ہوئی تھیں۔

بس پتا نہیں کیوں پہلے دے نہیں سکا۔ لو ناں۔ اسے کسی بت کی مانند کھڑے دیکھ کر سنان

نے ہاتھ پکڑ لیا۔

بہت تھک گئی ہو ناں، کام بھی بہت کرتی ہو۔ بس اب آرام کرو میں چائے لے کر آتا ہوں تمہارے لئے۔

تب گوری نے سر اس کے سینے سے ٹکا دیا اور وہ عجیب پر اسرار احساسات سے عاری خود غرض اور کوڑھ مغز لڑکی پھوٹ پھوٹ کر رو دی۔

پتہ نہیں کب کا ضبط تھا۔ بند ٹوٹ گیا اور وہ روئے چلی گئی۔ سنان اس کا سر تھپک کر تسلی اور دلاسے کے لفظ کان میں انڈیلتا رہا اور کہتا رہا۔ بس میری جان آج آخری بار رو لو۔ یہ میرا وعدہ ہے آئندہ تمہارا دامن خوشیوں سے بھر دوں گا۔ تمہیں وہ حق دوں گا جس کی تم مستحق ہو۔ میں بھول گیا تھا۔ میاں بیوی کی عزت سانجھی ہے۔ تم اس دنیا میں میرا حوالہ ہو اور میں تمہارا حوالہ۔ لوگ ہمیں ایک دوسرے سے الگ کر کے نہیں پہچانتے اور میرا یقین کرو، مجھے تمہارے حوالے پر فخر ہے تم انمول ہو اور میں چاہوں گا کہ تمہارا دل بھی میرے لیے ایسے ہی جذبات رکھے۔ مجھے جواد کا شکریہ ادا کرنا ہے۔ اس کے بولڈ طرز عمل نے میری سوچ کو عملی جامہ پہنانے میں مدد دی ہے۔

اور مجھے خدا کا شکر ادا کرنا ہے کہ اس نے میری دعا سن لی ہے، میں خدا کے سوا کسی سے کبھی نہیں مانگ سکی اور اس نے مجھ پر نعمتوں کی بارش کر دی ہے۔ اے میرے رب عظیم میں تیری بندی ہوں اور تیری عظمت کو پہچانتی ہوں، شکر الحمد للہ۔

اختتام ------------------------------The End